Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۱۲ ۵ / دسمبر ۱۹۳۲ء ۶ / شعبان المعظم ۱۳۵۱ھ جلد ۳۱

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

منارۃ المسیح کی حقیقت ۴۴۱/۴۴۶

کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟ ۴۴۷/۴۵۶

رسول کریم صلعم نے اعمال کی حکمت کی طرف توجہ دلائی ۴۵۶/۴۶۴

رسول کریم صلعم نے تمدن کی صحیح بنیاد رکھی ۴۶۵/۴۷۲

زمانہ قدیم اور غلام سازی ۴۷۳/۴۸۰

ریویوز

ترجمہ مضمون مندرجہ انگریزی ریویو

ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری برہما

اکمل

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنہ

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ پر آنے والے احباب

عنقریب میرے معزز بھائی اور دوست اور بزرگ دارالامان کی زیارت سے مشرف ہونے والے ہیں میں اس موقعہ پر ان کی یاد دہانی اور توجہ فرمائی کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ :-

وہ رسالہ اُردو ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اپنے اس فرض پر نظر ثانی فرمالیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش مبارک کے رُو سے ان پر عائد ہوتے ہیں۔ حضور ؑ نے نہایت تاکید کے ساتھ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے رقم فرمایا کہ اس کے **خریدار دس ہزار** ہوں۔ اب اگر یہ ظاہر کیا جائے کہ اب جبکہ جماعت کے افراد اسوقت سے دس گنا ہیں ریویو کے خریداروں کی تعداد کا ہزاروں میں شمار تو کیا سینکڑوں سے متجاوز نہیں تو کس قدر ندامت محسوس ہوگی۔ پس آپ صاحبان کے لئے ضروری ہے۔ کہ گھر سے نکلنے سے اوّل ہی دل میں یہ پختہ ارادہ فرمالیں کہ اُردو ریویو آف ریلیجنز کی خریداری اختیار کرینگے ؛

اگر خدا کے فضل سے پہلے ہی خریدار ہیں تو کم از کم دو خریدار نئے مہیا کر لینے کا عزم فرمالیں جن کے نام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دفتر طبع و اشاعت میں نوٹ کرادیں ؛

(۲) اگر آپ پہلے سے خریدار ہیں اور اُن خوش معاملہ خریداروں میں ہیں جو ۱۹۳۳ء کا چندہ ادا فرماچکے ہیں تو آیندہ سال کے لئے پیشگی چندہ تین روپے ہمراہ لائیں۔ اور یہاں جمع فرمادیں تاکہ ہم فارغ البالی سے آیندہ سال آپکی خدمت بجا لاسکیں ؛

(۳) اگر گذشتہ سال یعنی ۱۹۳۳ء کا چندہ آپکے ذمّے باقی ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں دو سال کا تو آپ حقوق العباد کی نگہداشت کرتے ہوئے اپنا فرض انسانیت بجالائیں اور جب ہماری طرف سے تمام موعودہ رسالے خدمت والا میں فائز ہو چکے ہیں۔ تو کارخانے کا حق اسے دلایئے تاکہ ایسی نادہندگی و کم ادائیگی کی وجہ سے جو قرض ریویو اُردو کے فنڈ پر ہے اس سے ہمیں سبکدوشی ہو ؛

امید ہے کہ یہ اپیل بہرے کانوں پر نہ پڑیگی۔ میری مخاطب الحمدللہ ایک زندہ جماعت ہے جو اپنا فرض خوب پہچانتی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والی ہے۔ جس کی اس زمانے میں یہی صورت ہے کہ قلم سے وہ کام لیا جائے۔ اور دلائل و براہین کے رسالے ہر طرف دَوڑائے جائیں ؛ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منارۃ المسیحؑ کی حقیقت

(ترجمہ مضمون مسٹر مسعود الحسن ٹھانہ از انگریزی ریویو)

منارۃ المسیح قادیان خدا تعالیٰ کے متبرک مقام مسجدِ اقصیٰ کے عین وسط میں واقع ہے۔ اور اپنی نورانی اور منوّر چوٹی سے جملہ مذاہب کو اسلام کے مقابلہ میں ایک عام دعوت دے رہا ہے ٭

ابتدائے آفرینش سے انسان قدرت کے اسرار ہائے سربستہ کے انکشاف کے لئے مضطرب رہا ہے اور اِس وسیع اور لاہوتی فضا اور اِس آسمان کی نیلی چھت نے جو انسان کے لئے مدِّ نظر کا کام دیتی ہے اُس کو ہمیشہ پیچ و تاب میں رکھا ہے۔ یہ احساس کہ اِس ظاہری کائنات سے پرے بھی کوئی دنیا موجود ہے انسان کے لئے ہمیشہ حیران کن رہا ہے۔ متاخرین بھی آسمان پر پہنچنے کے لئے بے تاب رہے اور اِسی مقصد کے لئے اُنہوں نے بابل میں ایک منارہ بنایا۔ ایگزلمولا نے بھی جو اُن سات جنوں میں سے تھا جو طوفانِ نوحؑ سے بچ کر آ گئے تھے وسط امریکہ میں بمقام چلولا آسمان پر دھاوا بولنے کے لئے ایک منارہ بنایا ٭

یہ قدیم منارے پیوندِ خاک ہو چکے ہیں اور اُن کے آثاروں سے ماہرینِ اخلاق ہنوز دنیا کو درسِ عبرت دے رہے ہیں۔ اور ماہرینِ آثارِ قدیمہ اُن سے عہدِ گذشتہ کی تاریخ معلوم کرتے ہیں ٭

قادیان کا منارہ اُن پُرانے مناروں کی طرح نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی ذاتِ حق کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے تھے۔ بلکہ یہ ایک نشان ہے۔ خدائے قدوس کے آگے بندے کی مکمل اطاعت کا اور اُسکی پوری پوری متابعت کا۔ بابل کا منارہ منہدم ہو گیا اور اس کے تعمیر کنندوں میں زبانوں کی تفریق پیدا ہو گئی۔ اسی طرح ایگزلمولا کا منارہ رعد و برق کی زد سے پاش پاش ہو گیا تھا لیکن قادیان کے منارۃ المسیحؑ کی حفاظت خدا تعالیٰ کے فرشتے خود کرینگے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیلی پتھی ۔ٹیلی وژن ۔ کلیر وائنس ۔ کلیر نڈئنس ۔ کرسٹل گیزنگ ۔ مینٹل پکچر ۔ ٹرانس سپیچ وغیرہ آلات نے بتادیا ہے کہ ارواح بھی آپس میں گفتگو کر سکتی ہیں ۔ اگر ہمارے سروں پر بھنبھناتی ہوئی بے تار برقی ہمیں دور افتادہ مقامات سے پیغام لاکر دے سکتی ہے ۔ اگر نطق انسانی جو فضا میں محفوظ رکھی جا سکتی ہے اور اگر مغنیوں کے نغمہ ہائے دلنواز گراموفون کے ریکارڈوں میں محفوظ کئے جا سکتے ہیں تو یقیناً خدا تعالےٰ کی آواز بھی دلوں میں محفوظ کی جا سکتی ہے ۔ منارۃ المسیح قادیان بہانگ دہل یہ پکار کر کہہ رہا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر سکتا ہے ۔

"یہاں خدا موجود ہے اور وہ بہرہ ہے جو اس کی آواز کو نہیں سنتا"

یہ منارہ وائرلیس کا سٹیشن ہے جہاں سے خدا تعالیٰ کے ساتھ پیغاموں کی ترسیل و تحصیل ہو سکتی ہے ۔

زمانہ قدیم کے لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ مادی سیڑھیوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچ جائینگے لیکن قادیان کے منارۃ المسیح کے تعمیر کنندے روحانی سیڑھیوں کے ذریعہ سے اس تک چڑھنا چاہتے ہیں ۔ اگر منارۂ بابل کے بنانے والوں کا موازنہ ، تاریخ انسانی میں ، منارۃ المسیح کے بنانے والوں سے کیا جائے تو ایک اگر حسرت و یاس کی تصویر نظر آئیگا تو دوسرا کامیابی اور مسرت کی تصویر دکھائی دیگا ۔

انسان اگرچہ محدود ہے لیکن لامحدود کے لئے تڑپتا ہے ۔ قدرتی طور سے ہی وہ عالی مرتبہ ہستی کی عبادت کرنے کے لئے مجبور ہے ۔ کیونکہ اس عالی مرتبہ ہستی کا مقام بھی اونچا ہے ۔ اسلئے لوگوں نے خیال کیا کہ اس کی عبادت بھی کسی اونچی جگہ سے کرنی چاہیئے ۔ اسی لئے ہندوستان کے درویش تو ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر جا کر رہنے لگے اور یوروپ کے سادھو اپنے پین کی برفانی پہاڑیوں پر چڑھ گئے ۔ ایرانی اپنے مناروں پر چھوٹے چھوٹے کٹہرے بنا چھوڑتے تھے جن پر بیٹھ کر وہ عبادت کرتے مصر کے منار یوروپ کے گرجے اور مشرق کے پیگوڈے اسی مقصد کے لئے بنائے جاتے تھے ۔ مسلمان بھی دور ماضی میں مناروں کے تعمیر کنندے رہے ہیں ۔ ابن ولید نے دمشق کی مسجد کے لئے ایک منارہ بنوایا ۔ اور ابن طالون نے قاہرہ کی مسجد کے لئے ۔ گرینڈا میں الحمیرا کا منارہ اور سیوائل میں گرالڈہ کا منارہ ابتدائی مسلمانوں کے فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منارۃ المسیح قادیان کا سنگِ بنیاد حضرت مرزا غلام احمد علیہ السّلام قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہودؑ نے بنفس نفیس بروز جمعہ ۱۳ر مارچ ۱۹۰۳ء کو رکھا۔ مقصد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس پیشگوئی کو پورا کرنا تھا کہ مسیح موعودؑ ایک منارہ کا مالک ہوگا۔ تاہم یہ منارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اپنی حیاتِ مبارک میں تکمیل نہ پا سکا۔ اس کی تکمیل ۱۹۱۶ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے مبارک ہاتھوں ہوئی ؎

اس مینارہ کی ساخت نہایت سادہ ہے۔ لیکن اپنی سادگی میں بھی نہایت پُر رعب معلوم ہوتا ہے۔ صرف قرآن مجید کی چند آیات اور تین پتھر جن پر اُن اصحاب کے نام کندہ ہیں جنہوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یا ایک تکونی لوح جس پر مینارہ کا نام لکھا ہُوا ہے۔ اس مینارہ کی "زیب وزینت" کہی جا سکتی ہے۔ مینارہ کے اردگرد مسجد کے صحن سے لگتا ہُوا تین فٹ اونچا چبوترہ ہے۔ مینارہ کی چوٹی ایک مرمریں کلس سے مزین ہے۔ اور تینوں منزلوں کے باہر لوہے کا مضبوط جنگلا لگا ہُوا ہے اس کی چوٹی سے چار لیمپ لٹک رہے ہیں اور اُن کے درمیان کلاک لگے ہوئے ہیں ؎

منارہ کی ساخت میں رنگ آمیزی بہت کم ہے اور یہ بات اُس کو ترکوں کے مینارہ سے مشابہت دے دیتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ترکی منار اوپر سے مخروط ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ شروع سے آخر تک ایک ہی موٹائی کا ہے۔ اس کی خوبصورتی کا راز اس کی سادگی میں پنہاں ہے۔ تنجور کے پگوڈا کی خوبصورتی محض اس لئے کم ہوگئی ہے کہ اس میں نقش ونگار کی زیادتی اور رنگ آمیزی کی بھرمار کی ہوئی ہے۔ انہی چیزوں کے فقدان نے منارۃ المسیح کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہ منارہ ایک پارسا مسلمان فقیر کی طرح ہے۔ جس کی دولت مادی دنیا پر مشتمل نہیں۔ بلکہ روحانی دنیا پر ہے ؎

صبح سویرے جب مؤذن کی فلک شگاف آواز سے قادیان کی فضاء میں ایک ارتعاش پیدا ہوجاتا ہے۔ تو اُسوقت مومنین کے دلوں میں روحانیت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ اللہ اکبر کی پُر درد تانیں فضا میں گونجتی ہیں اور لوگوں کے قلوب بھی اس سے ہم آہنگ ہوکر خدا تعالیٰ کی وحدت کے گیت گاتے ہیں۔ اور فضا کے ذرات بھی اسی ساز کی آواز پر رقصاں ہوجاتے ہیں تمام فضا روحانیت سے معمور ہوتی ہے۔ اور دنیا پر ایک سکوت چھا جاتا ہے۔ قدرت اپنے کام چھوڑ دیتی ہے۔ اور عناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیان دھیان میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ سماں ہے۔ جب دونو عالم ہم کنار ہوتے ہیں۔ مؤذن کی صاف، بلند، روح نواز آواز فضاء پر چھا جاتی ہے اور ہمیں شاعر کے ساتھ ہم آواز ہو کر کہنا پڑتا ہے:-

"کیسی دلکش آواز ہے۔ اے مغنّی پھر وہی روح کو تڑپا دینے والا نغمہ بلند کر، اور ہماری تشنہ روح کو اللہ اکبر کی مدہوش کن وجد انگیز آواز سے از سرِ نو سیراب کر دے۔"

یوروپ کے لندن اور نیویارک جیسے صنعتی شہروں کی چمنیاں فضا کو اپنے دھوئیں اور گندی ہوا سے مسموم کر دیتی ہیں۔ لیکن قادیان کے منارے سے روحانیت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ جس سے اس کی فضا عطر بیز ہو جاتی ہے۔ فریڈرچ ڈیگز نے ریویو آف ریلیجنز کی کسی گذشتہ اشاعت میں بھی یہی لکھا تھا کہ:-

"قادیان کی فضا میں انسان ایک روحانیت محسوس کرتا ہے ایسی روحانیت جو دوسری فضاؤں میں عنقا ہے۔"

چتوڑ کا منارہ یادگار ہے اس فتح کی جو مسلمانوں نے رانا سانگا کی فوجوں پر پائی تھی اور قطب منار نشان ہے اس کامرانی کا جو شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج پر حاصل کی تھی۔ لیکن قادیان کا منارہ یادگار ہے اس فتح عظیم کی جو نیکی نے بدی پر پائی۔ مادیات کا طوفان تھم گیا بدی کی شورشیں مسدود ہو گئیں اور لوگوں کی مردہ اور خفتہ ضمیر میں از سرِ نو ایک روئیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ وہ گناہ کی دلدلوں میں پھنسے ہوئے تھے اور اس روحانیت کی آواز نے ان کو اس سے باہر نکالا۔ وہ مایوسی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے ان کو امید و رجا کے سرسبز و شاداب باغ میں لا کھڑا کیا۔

قادیان کا منارہ امید اور فتح کا ایک عظیم الشان مجسمہ ہے۔ جس طرح افریقہ کی کیپ آف سٹارمس (راسِ باد و باراں) بعد ازاں کیپ آف گڈ ہوپ (راسِ امید) میں مبدّل ہو گئی۔ اور لوگوں کو ہندوستان کی سلطنت کا راستہ بتلایا۔ اسی طرح منارۃ المسیحؑ قادیان اگرچہ دشمنوں کے اعتراضوں اور ان کی نکتہ چینیوں کا مرکز بن رہا ہے لیکن درحقیقت وہ "روشنی کا مینار" ہے جو بھولے بھٹکوں کو راہِ راست پر گامزن کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی سلطنت تک پہنچا دے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قطب مینار دہلی عہدِ گذشتہ کی یاد ہے۔ لیکن منارۃ المسیحؑ قادیان آیندہ کے لئے ایک پیغامبر ہوگا۔ دہلی کا مینار انسان کے حسرتناک انجام پر نوحہ خواں ہے اور زبردست حکومتوں کے زوال پر آہ وزاری کر رہا ہے۔ لیکن قادیان کا منارہ لوگوں کو ایک امید کا پیغام دے رہا ہے کہ اُن کے لئے ایک بہتر زندگی مقدّر کی گئی ہے اور وہ وقت جلد آنے والا ہے جب راستی اور حق کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ قطب مینار کے دامن میں فیروزآباد۔ تغلق آباد اور شاہ جہان پور وغیرہ شہر پیوندِ خاک ہو چکے ہیں۔ لیکن منارۃ المسیحؑ کے سایہ تلے قادیان کا شہر دِن دُونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور ایک معمولی گاؤں سے بڑھکر محلّوں اور کوٹھیوں والا شہر بن چکا ہے قطب منار نشان ہے اُس وقت کا جب ہندوستان میں اسلام کا بیج پہلے پہل بویا گیا تھا۔ لیکن قادیان کا مینار اس اشاعت کو ظاہر کر رہا ہے جو فی زمانہ اس مذہب کی چہار دانگِ عالم میں ہو رہی ہے قطب مینار شہاب الدین غوری کے اسلحہ جات کی طاقت پر دلالت کر رہا ہے اور قادیان کے منارہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی روحانی طاقت مترشح ہو رہی ہے۔ منارۃ المسیحؑ قادیان نشان ہے ایک نئے دَور کا جہاں سے امن اور شانتی کا آغاز ہوتا ہے، جہاں سے مُردہ اور سوئی ہوئی ضمیروں کی ابتدا ہوتی ہے اور جہاں سے انسان کی روحانی اور مذہبی ترقی کی راہ شروع ہوتی ہے ٭

پیسا کے علم وفضل کے منارے سے گلیلیو نے گرتے ہوئے اجسام کی رفتار معلوم کی۔ لیکن قادیان کے منارہ سے حضرتِ مسیح موعود علیہ السّلام نے انسان کی بڑھتی ہوئی روحانی ترقی کے مدارج ماپے ٭

منارہ کے لفظی معنی نور کا سرچشمہ ہیں اور اِس لفظ کی ابتداء فرعون کے زمانہ میں ہوئی جس نے اسکندریہ میں روشنی کا بُرج بنایا تھا۔ جب سمندر تموج زن ہوتا ہے اور اس کی ہیبتناک لہریں دل میں لرزہ پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ تو اسوقت راہ گم کردہ جہاز کی آخری امید "روشنی کے مینار" کی طرف ہی لگی ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان جب مصائب کی گھٹاٹوپ گھٹاؤں کے طوفان میں گھرا ہوتا ہے جب اس کی نفسانی خواہشات کا جھکڑ اس کو اڑائے لئے جاتا ہے۔ جب اس کی ضمیر مُردہ ہو جاتی ہے جب گناہ کے بوجھ سے اُس کی کمر جھکی پڑتی ہے جب کوئی امید یا کوئی آس اس کو سہارا دینے والی نہیں ہوتی اور جب اس دشوار گذار راستے میں اُس کا کوئی رہبر نہیں بنتا تو اُس وقت قادیان کا منارہ اپنی روحانی ضیا پاشی سے اُس کے لئے شمعِ ہدایت بن کر اُس کو کامیابی کے ساحل پر پہنچا دیتا ہے۔ یہ اُس منارہ کی حقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ جس کی اصلیت بلگرم پروگرس کی حقیقت کی طرح صرف وہی لوگ جان سکتے ہیں جو دنیا کی چیزوں کو ظاہری نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ اُن کا بنظرِ امعان مطالعہ کرتے ہیں ❊

مادی طور پر بھی اس منارہ کو "روشنی کا مینار" کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ تمام رات گیس کے چار لیمپ قادیان کے ماحول کی تاریک فضا کو منور کیئے رہتے ہیں۔ لیکن ہم "روشنی کے مینار" کی حقیقت دراصل اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب ہم پر یہ کُھل جائے کہ یہ روشنی صرف ایک پرتو ہے اُس دوسری روشنی کا جو کسی اور دنیا میں ضیا پاش ہوتی ہے ❊

یہ خلیفہ وقت کی دُور اندیشی پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں مینارہ پر گھڑیاں بھی نصب کروا دیں۔ جب گھنٹہ بجتا ہے اور اس کی گونج قادیان کی پرسکوت فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہے تو اسوقت معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک تاریخی درجہ رکھتا ہے۔ اور اس کا ماضی بھی ہے حال بھی اور مستقبل بھی۔ اسے مُردہ اور خوابیدہ دنیا کو از سرِ نو زندہ کرنا ہے۔ ہمارے اندر جو سوئی ہوئی قوتیں ہیں اُن کو جگانا ہے اور اسلام کی فتح و نصرت کے لیئے اُن کو تیار کرنا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کے الفاظ میں "یہ میرا یقین ہے کہ اسلام جُداگانہ رائے نہیں رکھتا" میرا ایمان ہے کہ اسلام ایک "بین الاقوامی طاقت" ہے۔ اور منار کی گھڑیاں بہانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہیں کہ:-

"وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلندتر محکم افتاد"

اسلام کا بول بالا ہوگا اور تمام دنیا حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گی ❊ (ترجمہ عبدالرحیم شبلی)

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کیلئے بہترین موقع ہے ❊

ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۳ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ روپے ❊ نصف ۲ روپے ❊ فی سطر ۴ر

(مینیجر ریویو اُردو - قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟

(نمبر ۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

انجیل کے شریعت نہ ہونیکے دلائل

اب میں اُن دلائل کو بیان کرتا ہوں جن کی رو سے یہ امر صاف صاف ثابت ہو جائیگا کہ انجیل کوئی مستقل شریعت کی کتاب نہیں ہے ؛

حضرت مسیح کا قول متی باب ۵ آیات ۱۷ تا ۲۰ میں اس طرح لکھا ہے۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی اُن چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑیگا اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن جو اُن پر عمل کریگا اور اُن کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں اگر تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے"۔

یہ آیات اسقدر صاف ہیں اور ان کا مطلب اسقدر واضح ہے۔ کہ ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی اور دوسرے معنی ان آیات کے کر ہی نہیں سکتا۔ جو کہ ظاہرہ عبارت سے عیاں ہیں۔

مندرجہ ذیل ۹ باتیں اِن آیات سے ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ (۲) میں نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں آیا (۳) میں منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (۴) جب تک زمین و آسمان ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ (۵) توریت اسوقت تک منسوخ نہیں ہو سکتی جب تک سب باتیں پوری نہ ہو جائیں۔ (۶) چونکہ سب باتیں پوری نہیں ہوئیں اس لئے اب تمھارے لئے یہ حکم ہے کہ جو کوئی توریت کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو توڑیگا وہ خدا کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ (۷) جو توریت کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی توڑنے کی تعلیم لوگوں کو دیگا وہ بھی آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ (۸) لیکن جو توریت پر عمل کریگا اور توریت پر چلنے کی لوگوں کو تعلیم و تلقین دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ (۹) اس لئے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جبتک تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے بڑھ کر توریت کے احکام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی پابندی کرنے میں زیادہ نہ ہوگی تو تم کبھی بھی آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگے ÷

اِن آیات کو مرزا محمود صاحب زرقانی نے بھی اپنے مضمون میں درج کیا ہے۔ اوّل تو آپ نے نامکمل حوالہ دیا ہے۔ اگر وہ سب کی سب آیات لکھدیتے اور پھر اپنا استدلال کرتے تو کسی حد تک شائد حق بجانب ہو سکتے۔ مگر پورا حوالہ نہ لکھنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو تاریکی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ورنہ پھر وہ اس قسم کی باتیں نہ لکھتے۔ کیونکہ سب آیات کی موجودگی میں اِن کی کوئی اور تشریح اور تفسیر ہو ہی نہیں سکتی سوائے اسکے جو آیات سے خود ظاہر ہوتی ہے۔ مگر زرقانی صاحب فرماتے ہیں "مگر اِن آیات میں حضرت مسیحؑ کا مقصد یہ ہے کہ مَیں توریت اور نبیوں کی کتابوں کو باطل کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اسکی تکمیل کے لئے آیا ہوں جیساکہ ان آیتوں کے بعد حضرت مسیحؑ تکمیل کے لئے بعض احکام تورات بدلتے رہے ہے۔ کیونکہ اس آیت میں فرماتے ہیں ایک نقطہ یا شوشہ تورات سے نہیں ٹلیگا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جس سے صاف ظاہر ہے کہ پورا ہونیکے بعد ٹل جانا ممکن ہے۔ کیونکہ آیت میں "جب تک" کا لفظ (شرطیہ) نہایت واضح طور پر روشنی ڈال رہا ہے کہ پورا ہونے کے بعد ٹل جائیگا"

حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے نہیں آیا۔ زرقانی صاحب فرماتے ہیں غلط ہے بلکہ حضرت مسیحؑ توریت کو منسوخ کرنے کے لئے آئے۔ ہاں باطل کرنے کیلئے نہیں آئے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ جو کوئی توریت کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر زرقانی صاحب ثابت کرنیکی کوشش فرماتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے اس قول کے خلاف توریت کے کئی بڑے بڑے احکام کو توڑا ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں جو کوئی توریت کے حکموں کو توڑنے کی تعلیم دیگا وہ آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ زرقانی صاحب ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے توریت کے احکام کو توڑنے کی تعلیم دی ہے اس لئے آسمانی بادشاہت کے حقدار نہیں رہ سکتے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ جو توریت پر عمل کریگا اور یہی لوگوں کو تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ مگر زرقانی صاحب فرماتے ہیں کہ "اُن کے وعظوں کو سُنو مگر اُن کے عملوں کو چھوڑ دو" حالانکہ انجیل کی عبارت ایسی واضح ہے کہ اپنی تفسیر آپ ہے اور میرے خیال میں توریت پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کے متعلق اس سے بہتر الفاظ اور ہو ہی نہیں سکتے۔ کوئی اشکال ہی باقی نہیں چھوڑا، ہر ایک پہلو مکمل ہے ہر ایک اعتراض کا جواب ان آیات میں موجود ہے جو توریت کی منسوخی کے متعلق کوئی پیش کرے۔ کیونکہ فرماتے ہیں کہ جو توریت کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے ہی کسی کو توڑیگا وہ آسمانی بادشاہت میں سب سے نچلے درجے میں داخل ہوگا۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ فقیہہ اور فریسی جو توریت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر چلنے کے مدعی ہیں اگر تمھاری راستبازی اُن سے بہتر نہ ہوگی اگر تمھارے عمل اُن سے اچھے نہ ہونگے۔ اگر تم توریت پر اُن سے بڑھ کر عمل نہ کروگے تو پھر یاد رکھو آسمانی بادشاہت میں تم کبھی داخل ہی نہ ہو سکو گے ؞

اب اگر کوئی ان باتوں کے خلاف معنی نکال کر لوگوں میں پیش کرے اس کے متعلق ناظرین خود ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ اس کو کیا کہا جائے۔ آیا وہ دھوکہ خوردہ ہے یا لوگوں کو جان بوجھ کر دھوکہ دینا چاہتا ہے یا اس قدر عقل اور سمجھ سے بیگانہ ہے کہ صاف عبارت کو سمجھنے کی قابلیت بھی نہیں رکھتا ؞

پورا ہونے کا مطلب

زرقانی صاحب نے فرمایا ہے کہ اِن آیات میں "جب تک" لفظ شرطیہ ہے اور یہ کہ جب سب پورا ہو جائیگا اسوقت توریت کا ٹلنا یا منسوخ ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے آکر منسوخ کر ہی دی

یہ تو ٹھیک ہے کہ توریت کا منسوخ ہونا ممکن ہے۔ اور اسوقت ممکن ہے جب کہ سب کچھ پورا ہو جائے۔ ورنہ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں مگر توریت کا ایک نقطہ یا شوشہ نہیں ٹلیگا۔ حضرت مسیحؑ کے الفاظ سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آپنے توریت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کو توڑنے والے کے لئے آسمانی بادشاہت میں داخلہ بند فرمایا ہے۔ بلکہ سب حکموں پر چلنے اور اُن کی تعلیم دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس سے ظاہر ہُوا کہ ابھی سب کی سب باتیں پوری نہ ہوئی تھیں۔ اگر پوری ہو جاتیں۔ تو پھر توریت کے متعلق کبھی ایسا نہ فرماتے کہ مَیں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا ہوں۔ کبھی اپنے شاگردوں کو اس کے سب احکام پر چلنے کی تاکید ہرگز نہ فرماتے چونکہ ابھی بہت سی باتیں پوری ہوئے بغیر پڑی تھیں۔ اس لئے توریت منسوخ نہ ہوئی تھی ؞

ہاں حضرت مسیحؑ کا ایک لفظ اپنے متعلق بھی ایسا آیا ہے کہ منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ اس پورا ہونے کا کیا مطلب ہے۔ آیت کے پہلے الفاظ نے صاف صاف بتلا دیا یہاں پورا کرنا منسوخ کرنے کے معنوں میں نہیں ہے۔ کیونکہ منسوخ نہ کرنے کا صاف اعلان فرما دیا کہ مَیں منسوخ کرنے تو نہیں ہاں پورا کرنے آیا ہوں۔ یعنی توریت یا نبیوں کی کتابوں میں میرے متعلق جو پیشگوئی آئی ہے۔ مَیں تو محض اُنکے پورا ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ مَیں منسوخ کرنے کا ذکر اذکار نہیں کرتا۔ میری تعلیم اور میرا عمل توریت کی شریعت پر ہی ہے۔ جیسا کہ آیت کے ابتدا میں صاف فرمایا ہے۔ اور پیشگوئی پوری ہونیکا ذکر مرقس باب آیت ۱۴ میں اس طرح فرمایا ہے "یسوع نے گلیل میں آکر خدا کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی" کہ میرے آنے کا جو وقت مقرر تھا وہ تو پورا ہو گیا۔ لیکن سب کچھ پورا نہ ہُوا تھا۔ اس لئے توریت منسوخ قرار نہ دی۔ اور اسی پر عمل کرنے کا حکم دیا اور خود اسی پر عمل کرتے رہے اسی کی تعلیم دیتے رہے جیسا کہ آگے چل کر ثابت ہو جائیگا ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توریت کی منسوخی

ہاں جب سب کچھ پورا ہو گیا۔ توریت پوری کی پوری منسوخ ہو گئی۔ توریت اور کل سابقہ شریعتیں لپیٹ کر رکھ دی گئیں۔ ایک نئی شریعت۔ ایک آتشی شریعت فاران کی چوٹیوں سے نمودار ہوئی۔ دنیا کا سردار آیا۔ حجاز کے افق سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت لیکر جلوہ گر ہوا۔ اور فرمایا۔ قل یاایھا الناس انّی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ اے سب لوگو! اے دنیا جہان کے رہنے والو! اے گورے کالو! میں تم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں ایک نئی شریعت تم سب کے لئے لایا ہوں۔ اب پرانی تعلیم پر کاربند ہونیکی حاجت نہیں۔ اے اہل کتاب اب آؤ اس طرف آؤ میں تم سب کو خدا کی طرف رہنمائی کرونگا۔ اس سے پہلے شریعت موسوی منسوخ ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ لکھا ہے۔ جب تک زمین اور آسمان ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے منسوخ ہو ہی نہیں سکتا ہاں جب سب باتیں پوری ہو جائیں اسوقت شریعت منسوخ ہو جائیگی ورنہ اس سے پہلے ہرگز نہیں۔ اور جب سب باتیں پوری ہو گئیں اور "وہ نبی" آگیا تو توریت منسوخ کر دی گئی۔ اسوقت خدائی زبان یوں گویا ہوئی۔ ثم جعلنٰک علٰی شریعۃٍ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھوآء الذین لا یعلمون۔ الجاثیہ آیت ۱۹۔ یعنی ہم نے تجھ کو ایک شریعت امر پر مقرر کیا ہے۔ پس تو اس شریعت کی پیروی کر۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی مت کر جو کچھ بھی نہیں جانتے۔ گویا توریت منسوخ ہو گئی اور نئی شریعت اس کی جگہ آگئی۔ ایسے مدعی کو کہتے ہیں کہ مستقل صاحب شریعت رسول نہ کہ پہلی ہی کتاب پر چلنے کی تاکید کرنیوالے کو +

توریت کی پیشگوئیاں ابھی پوری نہ ہوئی تھیں

جب تک توریت کی پیشگوئیاں پوری نہ ہو جاتیں اسوقت تک توریت پر عمل درآمد رہنا تھا۔ جیسا کہ استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ میں ہے۔ "میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔" آیت ۱۵ میں ہے "میری مانند ایک نبی برپا کریگا" اسی طرح حضرت موسیٰؑ کی کتاب استثنا کے باب ۳۳ میں ہے "کہ خداوند سینا سے آیا۔ شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی۔" شعیر سے آنیوالے نبی یعنی حضرت مسیحؑ کے لئے پیشگوئی میں کوئی شریعت نہیں لکھی۔ بلکہ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہونیوالے اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنے والے نبی کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کے دہنے ہاتھ میں ایک نورانی شریعت اُن کے لئے تھی۔ اور اس سے پہلے حوالے میں بھی وہ نبی حضرت موسیٰؑ کی مانند آنے والا حضرت موسیٰؑ کی طرح صاحب شریعت لکھا ہے۔ مگر حضرت مسیحؑ کے لئے مجھے کسی جگہ بھی شریعت

لانے والے کی پیشگوئی نہیں ملی - اور حضرت مسیحؑ نے کبھی اپنے آپ کو "وہ نبی" کی پیشگوئی کا یا فاران سے آنے والے کی پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دیا - بلکہ اس کے برخلاف یسعیاہ نبی کی ایک پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے. جیساکہ لوقا باب۴ آیت ۱۶ تا ۱۹ میں ہے کہ جب وہ ناصرت میں آیا - اور اپنے دستور کے موافق سبت کے دن عبادت خانہ میں گیا اور پڑھنے کو کھڑا ہوا اور یشعیاہ نبی کی کتاب اسکو پڑھنے کو دی گئی اور کتاب کو کھول کر اس نے وہ بیان نکالا جہاں یہ لکھا تھا کہ "خداوند کا رُوح مجھ پر ہے اس لئے اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا...... اور اُن سے کہنے لگا کہ آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہوا"

اس حوالے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں - (۱) اوّل آپ توریت کے احکام کے بموجب سبت کے روز عبادت خانے میں گئے . (۲) دوسرے یہود کے دستور کے مطابق پڑھنے کے لئے حضرت مسیحؑ کھڑے ہوئے - (۳) تیسرے کوئی نئی شریعت کا تذکرہ نہیں - کوئی نئی تعلیم پیش نہیں کی گئی بلکہ یسعیاہ نبی کی کتاب آپؑ کو پڑھنے کیلئے دی گئی - اور اس کے علاوہ اور بھی دیگر کئی موقعوں پر کبھی کسی نئی کتاب کی تعلیم پیش نہیں کی - بلکہ سبت کی حرمت اور یہود کے دستور کے موافق پہلی ہی کتابوں کو پڑھ کر الہام الٰہی سے اُن کے معانی بیان کرتے رہے - (۴) چوتھے - غریبوں کو خوشخبری دینے والی پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق قرار دیا - نہ کہ "وہ نبی" کا

یہود تین شخصوں کے انتظار میں تھے

حضرت مسیحؑ کے آنے سے پیشتر یہود تین شخصوں کے انتظار میں تھے بلکہ اب تک اسی طرح انتظار میں ہیں - ایک تو حضرت الیاسؑ کے آسمان سے آنے کے - دوسرے مسیحؑ کے حضرت الیاسؑ کے نزول کے بعد - تیسرے "وہ نبی" کے جو کہ حضرت موسیٰؑ کی مانند ہوگا - جس کے دہنے ہاتھ میں آتشی شریعت ہوگی - جیساکہ یوحنا باب۱ آیت ۱۹ و ۲۰ میں ہے کہ جب کاہنوں نے یوحنا سے پوچھا کہ "تو کون ہے اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا - بلکہ اقرار کیا کہ مَیں تو مسیح نہیں ہوں - انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے کیا تو ایلیا ہے اس نے کہا مَیں نہیں ہوں کیا تو "وہ نبی" ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحؑ اور ہے اور "وہ نبی" موسیٰؑ کی مانند ہونے والا اور ہے - مسیحؑ کے متعلق کہیں نہیں لکھا وہ صاحب شریعت ہوگا - ہاں "وہ نبی" کے متعلق لکھا ہے کہ وہ موسیٰؑ کی مانند ہوگا جو کہ صاحب شریعت تھے - اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ اس کے دہنے ہاتھ میں آتشی شریعت ہوگی - حضرت مسیحؑ کے شاگرد بھی "وہ نبی" کے منتظر تھے اور مسیحؑ کی آمد ثانی سے پہلے اس کا آنا ضروری قرار دیا ہے - جیساکہ اعمال باب۳ میں پطرس حواری ہیکل میں وعظ کے دوران

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کہتا ہے۔ "ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اسوقت تک رہے جب تک سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کریگا"۔ ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) کہ مسیحؑ اور ہے اور "وہ نبیؐ" اور ہے۔ (۲) مسیحؑ آسمان میں اسوقت تک رہیگا جب تک وہ سب کچھ پورا نہ ہولے جن کا ذکر خدا کے پاک نبی دنیا کے شروع سے کرتے آئے ہیں۔ (۳) حضرت موسیٰؑ نے بھی پہلے نبیوں کے ذکر کے مطابق "وہ نبی" آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو کہ موسیٰؑ کی مانند صاحب شریعت ہوگا۔ (۴) حضرت مسیحؑ کے حواریوں کے زمانہ تک وہ نہیں آیا تھا۔ (۵) یہی وہ بات تھی جسکے متعلق حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ جب تک سب پورا نہ ہولے شریعت کا ایک شوشہ یا ایک نقطہ نہیں ٹلے گا۔ کیونکہ یہاں بھی اسی قسم کے الفاظ آتے ہیں کہ وہ آسمان میں اسوقت تک رہینگے جب تک سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ یعنی سب سے بڑی بات۔ سب سے عظیم الشان پیشگوئی پوری نہ ہولے اسوقت تک مسیحؑ کی آمد ثانی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور یہ جب تک اور حضرت مسیحؑ کا جب تک ایک ہی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ توریت اسوقت منسوخ ہوگی جب "وہ نبیؐ" ظاہر ہوگا ٭

حضرت مسیحؑ کی پیشگوئی

حضرت مسیحؑ نے آنیوالے "وہ نبیؐ" کے متعلق فرمایا ہے اور اپنے شاگردوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ "دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ حصہ نہیں"۔ یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰۔ "دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھیرائیگا"۔ یوحنا باب ۱۶ آیت ۸۔ اور آیت ۱۲ و ۱۳ میں لکھا ہے "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کرسکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا"۔ ان آیات سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) کہ وہ دنیا کا سردار ہے (۲) مجھے اس کی بزرگی اور شان سے کوئی نسبت ہی نہیں وہ دنیا کا سردار ہے وہ تمام جہان کے لئے رحمۃ للعالمینؐ ہوکر آئیگا۔ میں محض بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ چنانچہ قرآن میں رسولاً الیٰ بنی اسرائیل آیا ہے۔ (۳) اور بھی کئی باتیں کہنی چاہتا ہوں لیکن تم برداشت نہیں کرسکتے کیونکہ ان کے کہنے کا وقت نہیں آیا۔ (۴) جب وقت آئیگا اور وہ نبیؐ یا سچائی کا روح آئیگا وہ تم کو سچائی کی تمام راہ دکھائیگا۔ وہ شریعت کی کتاب سے راستہ دکھائیگا۔

رسول کریمؐ کی آمد سے سب کچھ پورا ہو گیا

جب رسول کریم صلعم ظاہر ہوئے اسوقت وہ سب باتیں جو کہ خدا کے پاک نبیؑ دنیا کے شروع سے کہتے آئے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جن کا تذکرہ حضرت موسیٰؑ نے استثنا میں دوبارہ "وہ نبی" کی پیشگوئی کرکے کیا۔ پوری ہوگئیں۔ اور آپؐ کی آمد پر خدائی زبان یوں گویا ہوئی۔ انّآ ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ تحقیق ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا۔ جو کہ تم پر ایک شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ گویا اس آیت میں موسیٰؑ کی مانند نبی ہونے کا رسول کریم صلعم کے متعلق ارشاد ہے اور یہی وہ پیشگوئی تھی جس کی بابت ابتداءِ دنیا سے خدا کے انبیاءؑ ذکر کرتے آئے تھے۔ اور یہی وہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس کے متعلق حضرت موسیٰؑ نے "وہ نبی" اور "میری مانند نبی" فرمایا ہے۔ اسی کے متعلق حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ جب تک یہ سب باتیں یہ سب پیشگوئیاں جو "وہ نبیؐ" کے متعلق ہیں پوری نہ ہولیں توریت کا ایک نقطہ تک بھی منسوخ نہ ہوگا۔ اسی کے متعلق حضرت مسیحؑ نے فرمایا ہے وہ دنیا کا سردار ہے۔ مجھے اس سے کوئی نسبت ہی نہیں وہ باتیں میں بیان ہی نہیں کرسکتا جو وہ آکر بیان کریگا۔ اس لئے اسوقت تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ توریت پر چلو۔ اس کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی مت توڑو۔ ورنہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوسکوگے۔ اسی کے متعلق حواری بھی انتظار میں تھے۔ جب یہ سب کچھ پورا ہوچکا توریت بموجب پیشگوئی منسوخ ہوگئی۔ اور ایک آتشی شریعت لوگوں کو دیدی گئی۔ اور وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوگیا۔ اور اعلان فرمایا۔ ثمّ جعلنٰک علیٰ شریعۃٍ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھوآء الذین لا یعلمون کہ ہم نے تجھ کو ایک شریعت امر پر مقرر کیا ہے پس تُو اس شریعت کی پیروی کر۔ اور اہل کتاب کی خواہشوں کی پیروی مت کر جو کہ کچھ جانتے نہیں۔ الجاثیہ آیت ۱۹ ÷

دلیل دوم

حضرت مسیحؑ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں "اسوقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں پس جو کچھ وہ تمھیں کہیں وہ سب کرو اور مانو۔ لیکن اُن کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں"۔ متی باب ۲۳ آیت ایک تا تین یہ آیات صاف ہیں کسی مزید تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں۔ کہ فریسی اور فقیہہ حضرت موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھنے والے توریت کی تعلیم دینے والے جو کچھ اے لوگو! وہ تم کو بتائیں وہ سب کرو۔ اور مانو۔ لیکن اُن کی طرح یہ مت کرو کہ کہنا کچھ اور اور کرنا کچھ اور۔ وہ توریت پر عمل نہیں کرتے۔ مگر تم اے میرے شاگردو۔ تم کو جو بھی حکم احکام توریت کے متعلق دیں وہ سب کرو اور سچے دل سے ان کی باتوں کو مانو۔ اِس آیت اور متی کی باب والی آیات کا ایک ہی مقصد ہے کہ توریت ہی مستقل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریعت ہے اسی پر تم سب کو کاربند ہونا چاہیئے اور کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی مت توڑو۔ ورنہ بادشاہت آسمانی کے دروازے تم پر بند کر دیئے جائینگے۔ کیا ایسی تعلیم دینے والے کے متعلق یہ وہم بھی کیا جا سکتا ہے کہ آپؑ توریت کے احکام کو خود توڑنے والے تھے۔ کیا اِن آیات کی موجودگی میں کوئی ایمان سے یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ توریت کو منسوخ کرنے آئے تھے اور ایک نئی شریعت کا اجرا کرنے آئے تھے؟ کیا حضرت مسیحؑ کے متعلق یہ شبہ بھی گذر سکتا ہے کہ آپؑ توریت کے ماتحت نبی نہ تھے۔ کیا کوئی کسی سابقہ شریعت پر حرف بحرف چلنے کی تعلیم دینے والا بھی مستقل طور پر صاحب شریعت قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر حضرت موسیٰؑ کے پہلے خلیفہ حضرت یشوعؑ کو بھی صاحب شریعت قرار دینا پڑیگا۔ کیونکہ آپؑ بھی لوگوں کو توریت پر ہی کاربند رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت ایوبؑ۔ یسعیاہؑ۔ یرمیاہؑ۔ حزقی ایلؑ۔ دانی ایلؑ۔ میکاہؑ۔ ذکریاؑ وغیرہ انبیاءؑ کو بھی صاحب شریعت قرار دینا ہوگا۔ کیونکہ ان کی بھی کتابیں ہیں۔ اِن کتابوں میں بھی احکام ہیں مگر ساتھ ہی توریت پر چلنے کی ہدایات بھی ہیں۔ اگر مندرجہ بالا انبیاءؑ مستقل طور پر صاحب شریعت نہیں کہلا سکتے تو پھر حضرت مسیحؑ کو جو مستقل صاحب شریعت قرار دیتا ہے وہ یا تو دھوکہ خوردہ ہے یا پھر جان بوجھ کر دھوکا دہی کا مرتکب ہوتا ہے۔

دلیل سوم

انجیل سے تو صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیحؑ توریت ہی کی تعلیم دیتے تھے۔ اور اسی پر لوگوں کو کاربند رہنے کی تعلیم دیتے تھے۔ اب آئیں ہم قرآن کریم میں بھی غور کریں۔ کہ آیا قرآن کریم سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہیں کہ حضرت مسیحؑ توریت کے خادم اور توریت کے ماتحت ایک نبی تھے یا توریت سے آزاد۔ ایک مستقل صاحب شریعت نبی تھے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ انا انزلنا التوریٰة فیھا ھدًی و نور یحکم بھا النّبیّون الذین اسلموا للذین ھادوا و الربانیون و الاحبار بما استحفظوا من کتٰب اللہ ...... وقفینا علٰی اٰثارھم بعیسی ابن مریم مصدّقًا لّما بین یدیہ من التوریٰة۔ المائدہ رکوع ۷۔ کہ تحقیق ہم نے توریت کو نازل کیا۔ اس میں ہدایت اور نور تھا۔ خدا کے فرمانبردار انبیاءؑ اسکے ذریعے یہودیوں۔ درویشوں اور عالموں کا جو کہ کتاب اللہ کے محافظ ٹھیرائے گئے تھے فیصلہ کیا کرتے تھے........ اور ہم نے اُن کے قدم بقدم عیسٰی بن مریمؑ کو بھیجا۔ جو کہ توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ اِن آیات سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) توریت خدا کی طرف سے شریعت کی کتاب تھی۔ (۲) اس میں ہدایت اور نور تھا۔ (۳) اس کے نازل ہونے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا نے بہت سے انبیاءؑ مبعوث فرمائے۔ (۴) وہ انبیاءؑ خدا کے فرمانبردار تھے۔ (۵) وہ انبیاءؑ توریت کے ذریعے فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ (۶) اور انہی انبیاءؑ کے قدم بقدم خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو بھی مبعوث فرمایا۔ (۷) آپؑ کا کام بھی توریت کے مطابق فیصلہ کرنا تھا۔ (۸) آپؑ توریت کی تصدیق فرماتے تھے۔ گویا جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد آنے والے نبی توریت پر چلتے اور چلاتے تھے۔ بالکل اُسی طرح انکے قدم بقدم حضرت مسیحؑ بھی چلتے تھے اور توریت ہی کی تعلیم دیتے تھے اور اسی پر خود بھی کاربند تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی فرماتے تھے کہ توریت کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں کو توڑنے والا اور توڑنے کی تعلیم دینے والا خدا کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا شمار کیا جائیگا۔ توریت کے سب حکموں پر چلنے والا۔ اور یہی لوگوں کو تعلیم دینے والا خدا کی بادشاہت میں بڑا خیال کیا جائیگا۔ قرآن کریم نے انجیل کے اِس بیان کی تصدیق کردی اس لئے ہم کو ذرا بھی شبہ نہیں رہا کہ انجیل کا مندرجہ بالا بیان درست ہے۔

باوجود موجودہ اناجیل کے نامکمل ہونے کے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ توریت کی تعلیم سبت کے روز عبادت خانوں میں جا کر خود دیا کرتے تھے۔ دوسرے مقام پر بھی توریت کی اور دیگر انبیاءؑ کی کُتب سے پڑھ کر تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کی وحی کے ماتحت آپؑ کو توریت کے جو معانی سکھائے گئے تھے وہی بیان کیا کرتے تھے۔ عام فقیہوں اور فریسیوں کی طرح سے تعلیم نہیں دیتے تھے بلکہ ایک خدا کی طرف سے مامور ہونیکی حیثیت سے تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے توریت کا علم آپؑ کو خاص طور پر دیا تھا۔ اور یہ علم اسی وجہ سے دیا تھا کہ یہود جو کتاب کو بھول گئے تھے اور کتاب شریعت کے اصل مغز اور مفہوم سے اچھی طرح خبر نہیں رکھتے تھے اُن کو اصل تعلیم سے آگاہی دیکر اُن کے لئے نمونہ قائم کریں۔ جیسا کہ فرمایا۔ ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتورٰیۃ والانجیل۔ یعنی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو کتاب اور حکمت سکھائی۔ کتاب توریت تھی اور حکمت کی باتوں پر مشتمل انجیل تھی۔ چونکہ خدا کی مشیت نے توریت کو ابھی قائم رکھنا تھا اور اُس کی منسوخی کا ابھی وقت نہیں آیا تھا کیونکہ ابھی سب کچھ پورا نہ ہوا تھا اس لئے آپؑ کو توریت سکھائی گئی۔ اور ساتھ ہی حکمت کی باتیں بھی بتلائی گئیں۔ تاکہ آپؑ حکمت کی باتوں سے توریت کو بیان فرمائیں۔ توریت کے معانی لوگوں کو سمجھائیں اور اپنے نمونہ سے توریت پر چل کر بتلائیں کہ توریت جس کو تم بوجھ خیال کرتے ہو۔ اور جس پر تم لوگ کاربند نہیں ہو۔ اس پر اس طرح کاربند ہونا ہے۔ توریت بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ عمل کرنے کی ایک میزان ہے۔ اور یہی وہ نمونہ تمام عمر دکھاتے رہے جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق فرمایا ہے۔ وجعلنٰہ مثلاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لبنی اسرائیل - الزخرف آیت ۶۰ کہ ہم نے ابن مریم کو بنی اسرائیل کے لئے بنایا - آپؑ بنی اسرائیل کے لئے نمونہ تھے - آپؑ توریت پر عمل درآمد کر کے بنی اسرائیل میں ایک مثال اور ایک نمونہ قائم کرتے تھے - کیونکہ یہود توریت کو بقول حضرت مسیحؑ ایک بوجھ خیال کرتے تھے - جیسا کہ ان بوجھوں کے متعلق فرمایا کہ " آپ انہیں اپنی انگلی سے بھی ملانا نہیں چاہتے وہ اپنے سب کام لوگوں کو دکھانے کو کرتے تھے " دوسری جگہ فرماتے ہیں " اور تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا - لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے " متی باب ۲۳ آیت ۲۴ - گویا آپ ان یہود کے لئے ایک نمونہ تھے جو شریعت پکارتے تھے - مگر اس پر کاربند نہ تھے اگر کچھ کرتے بھی تھے تو لوگوں کو دکھاوے کے لئے محض نام و نمود کے لئے - شریعت کی بھاری باتوں کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا - اس لئے فرمایا " لازم تھا یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے "

(باقی دارد)

رسول کریم صلعم نے اعمال کی حکمت کی طرف توجہ دلائی ہے

آنحضرت صلعم کے ذریعہ جس قدر اللہ تعالیٰ نے اعمال کے متعلق احکام دیئے ہیں - وہ اس لئے نہیں - کہ اندھا دھند انسان ان کو بجا لائے - بلکہ اس طرح پر ان کو بیان کیا ہے - کہ تا انسان اس کے ساتھ ہی انکی بے نظیر حکمتوں پر بھی مطلع ہو جائے - تا قوت ذہنی کی نشوونما بھی ساتھ ساتھ ہوتی جائے - کیونکہ اسلام تمام ان قوت باطنیہ کی ترقی کے لئے اور ان کی صحیح طور پر تربیت کرنے کے لئے آیا تھا - جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں - گویا آنحضرت صلعم اور اسلام ایک روحانی بارش تھی - جس سے انسانی درخت کی ہر شاخ کو سرسبز کرنا مقصود تھا - چنانچہ ایک طرف سورہ جمعہ ابتدائی آیت توجہ دلاتی ہے اور دوسری طرح افلا یتدبرون القرآن کہ کیوں یہ قرآن کو سوچکر اور غور و خوض کر کے نہیں پڑھتے - اور آیت واذا ذکروا بآیات ربھم لم یخروا علیھا صمًّا وعمیانا بھی اسی امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے - کہ عباد الرحمٰن کی ایک علامت یہ بھی ہے - کہ جب اُن کے رب کی آیتیں ان کے آگے پڑھی جاتی ہیں - تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے بلکہ خوب غور سے کام لیتے ہیں - اور اندھا دھند تقلید کرنے والوں کی مذمت کی ہے - جیسے کہا کہ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ اس کا پتہ اس سے ملتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر احکام آنحضرت صلعم کے ذریعہ انسانوں کو دیئے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان کے فوائد بتا کر انسان کی قوت نظریہ کو مضبوط کیا ہے۔ چنانچہ سب سے بڑا حکم عبادات میں نماز کا ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اس کی تاکید آئی۔ ایسا ہی احادیث میں بھی۔ سو اس کے متعلق نماز کی غرض ایک یہ بھی بتائی۔ کہ ان الصلوٰة تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ اگر اس امر کی تفصیل کی طرف توجہ کی جائے۔ کہ کیونکر نماز انسان کو فحشاء و منکر سے روکتی ہے۔ تو یہ ایک دلچسپ مضمون ہو جاتا ہے۔ وضوء۔ قیام۔ رکوع۔ سجدہ۔ اذان یہ سب چیزیں انسان کی فطرت کے مطابق ہیں۔ اور اس کے اندرونے کی میل کو بالکل دور کر دینے والی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عہدِ نبوت میں جو نماز کے ادا کرنے سے پیشتر فحشاء اور منکر کے عادی تھے نماز سے کیسے پاک و صاف ہو گئے ؛

اسی طرح روزے ہیں۔ جہاں ان کا حکم دیا۔ وہاں ساتھ ہی کما کتب علی الذین من قبلکم فرمایا اور یہ کہ لعلکم تتقون۔ گویا تتقون کہکر اس طرف توجہ دلائی۔ کہ روزوں کی فلاسفی پر جس قدر غور کیا جائے۔ یہی معلوم ہوگا۔ کہ تقویٰ حاصل کرنے کے لئے روزے اکسیر ہیں ؛

اسی طرح حج ہے۔ قرآن کریم میں جہاں یہ حکم دیا کہ ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال الیٰ قولہ وبشر الصابرین۔ اتنے بڑے مجاہدے کی طرف صرف بشر الصابرین کہنے سے آمادگی پیدا ہونی شاید مشکل ہو جاتی۔ اگر ان الصفا والمروة من شعائر اللہ کہکر اس مجاہدے کی خوبیوں پر روشنی نہ ڈالی جاتی۔ گویا ان الصفا والمروة من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر۔ میں حج کے فوائد کی طرف عمدہ طور پر توجہ دلائی۔ کہ جس طرح ایک عورت ذات نے خدا کے لئے وطن کی مفارقت کر کے اتنے بڑے انعامات حاصل کیئے کہ خدا نے اس کی خاطر جنگل میں منگل بنا دیا۔ اور اس کو ابد الاباد کے لئے زندہ کر دیا۔ اسی طرح اگر ایک انسان صحیح معنوں میں خدا کے لئے وطن کو کچھ عرصہ کے واسطے چھوڑ کر اسی جگہ جائیگا۔ اور وہی روح اپنے اندر پیدا کریگا۔ تو خدا کے انعامات کا چشمہ اس کے لئے بھی اسی طرح پھوٹ پڑیگا جس طرح اس عورت کے لئے اور آنحضرت صلعم کیلئے ؛

اسی طرح قرآن کریم کے شروع میں ہی فرمایا۔ کہ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰة ومما رزقنٰھم ینفقون الیٰ قولہ واولٰئک ھم المفلحون۔ اگر غور کیا جائے تو ان مذکورہ بالا امور کی بجا آوری سے سمجھ آسکتا ہے۔ کہ فلاح کا حصول یقینی ہے ؛

اسی طرح اپنی عبادت کی طرف توجہ دلائی۔ تو چونکہ عبادت کے معنی انتہائی تذلل اور انکسار کے ہیں۔ اس لئے اتنے بڑے حکم کی طرف توجہ دلانے کے لئے ساتھ ہی اس کی وجوہات و نتائج بھی بتا دیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ کیوں یہ عبادت خدا کے لئے کرو۔ اور اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ چنانچہ فرمایا یا ایھا الناس اعبدوا الیٰ قولہ لعلکم تتقون۔ اسی طرح قرآن کریم تعقلون۔ تشعرون۔ تعلمون کہکر اس کے فوائد بتاتا ہے۔

اسی طرح فرمایا و توکل علی الحی الذی لا یموت لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا۔ چنانچہ آپ نے عابد سے عالم باعمل کی بہت زیادہ فضیلت بتائی ہے۔

اور قرآن کریم میں ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ یہ اسی لئے کہ یہ لوگ اعمال کے ساتھ ساتھ ان کی حکمتوں کی طرف غور کرتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلعم ہر موقعہ پر اس کے مناسب حال خدا کو یاد کرتے تھے۔ مثلاً بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا اور اترتے وقت سبحان اللہ کہنا۔ آنحضرت صلعم تہجد کے لئے جب رات کو اٹھتے۔ تو آسمان کی طرف منہ کرکے یہ آیت پڑھتے۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنھار لآیٰت لاولی الالباب گویا جب بالکل علیحدگی اور ایک سکون کا وقت ہوتا۔ تو اس وقت آسمان اور زمین چاند اور ستاروں کی طرف توجہ کرکے ان کے فوائد معلوم کرتے اور معرفت الٰہی حاصل کرتے۔ چنانچہ قرآن کریم کے ذریعہ جو قوت عقلیہ کی نشوونما آنحضرت صلعم کے واسطے سے صحابہؓ کی ہوئی وہ اس کی بیّن مثال ہے پھر صحابہؓ کا علوم وفنون میں ترقی کرنا اس پر واضح دلیل ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (بخاری) بیاہ شادی کرتے وقت لوگ حسب نسب یا خوبصورتی یا مال کو دیکھتے ہیں مگر آنحضرت صلعم نے ہمیشہ یہ ہدایت فرمائی کہ علیک بذات الدین تربت یداک۔
پھر کتے کے برتن چاٹنے کے موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ سات مرتبہ اس کو دھولو۔ اور ایک دفعہ مٹی سے۔ آج ماہرین فن نے اس امر کی تحقیق کی ہے۔ کہ مٹی کے اندر ایسے جرم ہیں۔ جن سے کتے کے جرموں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

احباب کرام! ریویو کی توسیع اشاعت کے لئے دلی جوش سے سعی و کوشش فرمائیں!!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باہمی تعلقات کے متعلق اسلامی ہدایات

تعلق جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کو ہم کئی حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ مثلاً (۱) میاں بیوی کا تعلق (۲) اولاد اور والدین کا تعلق (۳) بہن بھائیوں کا تعلق۔ (۴) پڑوسی پڑوسی کا تعلق (۵) ایک گاؤں کا دوسرے گاؤں سے تعلق (۶) ایک قوم کا دوسری قوم کے ساتھ تعلق (۷) بادشاہ اور رعایا کا تعلق (۸) ایک ملک کا دوسرے ملک سے تعلق (۹) ایک مذہب کا دوسرے مذہب سے تعلق۔ (۱۰) دوست کا دوست سے تعلق ؞

یہ وہ موٹے موٹے تعلقات ہیں۔ جو انسانوں میں لازمی طور پر ہوتے ہیں۔ اور ان سب تعلقات کے لئے الگ الگ امور ضروریہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی جوڑا اپنے متعلقہ امور میں کوتاہی کریگا۔ تو وہ خود بھی نقصان اُٹھائے گا۔ اور دوسرے کو بھی تکلیف دیگا۔ اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ مذکورہ بالا تعلقات کے لئے جو امور ضروری ہیں۔ ان کا صحیح صحیح علم صرف اور صرف آنحضرت صلعم نے عطا فرمایا ہے۔ جس کا ثبوت میں مختصراً ذیل میں پیش کرتا ہوں :-

میاں بیوی کے تعلق کے متعلق فرمایا ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ کہ خاوند اور بیوی کے درمیان برابری کا تعلق ہے۔ خانگی تمدن کا یہ اعلیٰ گُر صرف آنحضرت صلعم نے ہی فرمایا ہے ؞

خاوند پر حقوق نسوانی

چنانچہ خاوند کے متعلق فرمایا۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض و بما انفقوا من اموالھم۔ اس میں مفصلہ ذیل امور بیان فرمائے :-

(۱) مرد عورت کا نگران اور متولی ہے۔ نگرانی میں ہر بات آگئی۔ عورت کے اخلاق۔ اعمال۔ اقوال اس کے نام و ناموس۔ عزت و آبرو۔ خوراک و لباس۔ اور اس کے جان و مال کا مرد کو نگران مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو کتنی بڑی ذمہ واری مرد پر عائد کر دی گئی ہے۔ اگر مرد ان کو ملحوظ رکھے۔ تو کبھی خانگی لڑائی جھگڑا نمودار نہیں ہو سکتا ؞

(۲) مرد کو دوسری ہدایت یہ دی۔ کہ اگر بالفرض عورت باوجود تمہارے اسقدر سلوک کے پھر بھی تمہاری نافرمان ہے۔ جس کا اثر تم پر اور تمہاری اولاد پر بُرا پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں بھی تم اُسپر سختی نہ کرو۔ بلکہ اس کو وعظ کرو ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) تیسری ہدایت مرد کو یہ دی - کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو سینکڑوں روپیہ قبل از طلاق دیا ہو - تو طلاق دینے کی صورت میں اس سے ایک کوڑی بھی واپس نہ لو ۔

(۴) اگر طلاق کے وقت بچہ دودھ پیتا ہے - تو بہتر صورت یہی ہے - کہ بچہ کو اس کی والدہ ہی دودھ پلائے - مگر دریں صورت بچہ اور اس کی والدہ کا کل خرچ مرد کو ادا کرنا پڑیگا - اور اگر والدہ دودھ نہ پلانا چاہے - تو بچہ کو دایہ سے دودھ پلایا جا سکتا ہے ۔

(۵) عورت کو طلاق کے بعد یا تو گھر رکھو - بشرطیکہ وہ رہنا پسند کرے - ورنہ اس کو کسی دوسری جگہ شادی کرنے کی اجازت دے دو - اور کسی صورت میں اس کو تنگ نہ کیا جائے - جیسے فرمایا :-

الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان ۔

(۶) چھٹی ہدایت یہ فرمائی - کہ عورت کو طلاق اچھی دو - اور عدت کے ایام میں عورت کی رہائش اور خوراک کا انتظام مرد ہی کرے - (باب الطلاق)

(۷) فرمایا خیرکم خیرکم لاهله -

(۸) اگر خاوند فوت ہو جائے - تو بیوی خاوند کے مال کی وارث ہوگی - عرب میں رواج تھا - کہ باپ کے مرنے پر اس کی بیویوں کو بھی بانٹ لیتے تھے - گویا اس کو بھی ترکہ ہی خیال کیا جاتا تھا - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - لا تنکحوا مانکح آباؤکم ۔

(۹) انتم لباس لهن - عورت کو اور اسی طرح مرد کو عورت کا لباس قرار دیکر تمام ان امور ضروریہ کی طرف اشارہ کر دیا - کہ جو لباس کے لئے ضروری ہوتے ہیں -

بیوی پر مرد کے حقوق (۱) صالحات - اس میں ایک تو یہ بات بتا دی کہ عورت کو بذات خود نیک ہونا ضروری ہے - دوسرے یہ کہ وہ بچوں کی اصلاح کرنے والی ہو - پھر فرمایا :-

(۲) حافظات للغیب - اس میں کئی ایک امور کی طرف اشارہ کر دیا - مثلاً یہ کہ خاوند اگر غیر حاضر ہو - تو اپنے آپ کو غیروں سے محفوظ رکھے - اس کے مال کی حفاظت کرے - اس کی اولاد کی حفاظت کرے - اس کی عزت کی حفاظت کرے - اور اس کی برائیاں دوسروں کے سامنے بیان نہ کرے ۔

(۳) قانتات - کا لفظ رکھ کر بتا دیا - کہ عورت کو خاوند کی فرمانبردار ہونا ضروری ہے اور فرمانبرداری میں وہ تمام امور داخل ہیں - جو میاں بیوی کے لئے مخصوص ہوتے ہیں ۔

والدین اور اولاد کا تعلق (۱) والدین پر اولاد کے حقوق - لا تقتلوا اولادکم اولاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا قتل کئی طرح پر ہوتا ہے (ا) واقعی قتل۔ (ب) دینی تعلیم سے محروم رکھنا (ج) صحیح تربیت نہ کرنا۔ (۲) زندہ لڑکیوں کو درگور کرنے سے روکا۔ جیسے فرمایا۔ واِذا الموءُدة سئلت بایّ ذنب قتلت (۳) لڑکیوں کو وارث قرار دیا جیسے فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین۔ ان کن نساءً فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترك وان کانت واحدة فلها النصف حدیث ہے۔ اگر کوئی لڑکی کی اچھی تربیت کرے اور اس کو علم سکھائے۔ اُسپر جنّت واجب ہوگئی ۔

(۲) اولاد پر ماں باپ کا حق۔ قضٰی ربك الاّ تعبدوا الا ایاہ۔ وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندك الکبر الآیۃ۔ اس میں ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے کی ایسی سخت تاکید کی۔ کہ (۱) پہلے اللہ کی عبادت کا ذکر کیا۔ پھر ساتھ ہی ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا ارشاد فرمایا تا کہ اس کی قدر و قیمت معلوم ہو۔ (۲) ماں باپ کو اُف تک بھی نہ کہو۔ یعنی اگر ماں باپ سے کوئی غلطی بھی ہو جائے۔ تو بھی تمھارے مُنہ سے اُف نہ نکلے۔ (۳) اونچی اور کرخت آواز سے ان کو مخاطب نہ کرو۔ (۴) عمدہ اور مفید طریق پر اُن سے کلام کرو۔ (۵) اپنے بازو ان کے نیچے رحم اور شفقت کی وجہ سے پھیلا دو۔ نہایت تذلّل کی تعلیم دی (۶) جسمانی اور مالی طور پر خدمت کرنے کے علاوہ ان کے لئے دعا کی تعلیم دی۔ اور اس کو اس کا بچپن یاد دلا کر بتا دیا۔ کہ تم نے کس درد اور کن حالات کو مدِ نظر رکھ کر ان کے لئے دعا کرنی ہے ۔

دیکھو کیسی عمدہ تمدّنِ صغیر کی تعلیم دی ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے نہایت آرام سے زندگی بسر ہو سکتی ہے ۔

بھائی کا بھائی سے سلوک اور تعلّق اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو اپنے باپ کے قائم مقام سمجھے اور بڑا چھوٹے کو بچّہ کی جگہ۔ ان کے حقوق اوپر درج ہو چکے ہیں ۔

پڑوسی کا سلوک فرمایا۔ وبالوالدین احسانا وبذی القربٰی والیتامٰی والمساکین والجار ذی القربٰی والجار الجنب الآیۃ۔ اس آیت میں کئی ایک حقوق کا ذکر کر دیا۔ حدیث میں آنحضرت صلعم نے پڑوسی کے ساتھ سلوک کی اس قدر تاکید فرمائی۔ کہ صحابہؓ نے خیال کیا۔ کہ شاید اس کو وارث ہی قرار دیدیں گے ۔

قوم کا قوم سے تعلّق (۱) لا یسخر قوم من قوم الآیۃ (۲) لا تنابزوا بالالقاب (۳) یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر وانثٰی وجعلناکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ یعنی کوئی قوم کسی قوم پر فخر نہ کرے۔ سب ہی آدم کی اولاد ہیں۔ کیا ہی نفیس اور عمدہ تعلیم ہے۔ اگر دنیا اس ہمارے تمدن پر عمل کرے۔ تو فوراً امن قائم ہو جائے ۔

بادشاہ اور رعایا کا تعلق بادشاہ کا فرض ہے کہ رعایا کا خیال رکھے۔ مذہبی آزادی دے وغیرہ رعایا کا فرض۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولوا الامر منکم۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ہر بات میں اطاعت کرے اور اسی طرح اس کے رسول کی بھی کرے۔ اور اسی طرح حاکم وقت کی اطاعت دنیاوی معاملات میں کرے۔ قرآن کریم میں فرمایا:۔

لا تعتدوا ۔ یعنی زیادتی نہ کرو۔ قانون شکنی نہ کرو۔ پھر فرمایا۔ لا تعثوا فی الارض مفسدین۔ کہ زمین میں فساد کی راہیں نہ نکالو۔ حدیث میں ہے۔ اگر تم پر کوئی ایسا بادشاہ مقرر کیا جائے کہ جو تمہاری کھال کو الٹا کرکے اتارے۔ اس کی بھی نافرمانی اور قانون شکنی نہ کرو۔

تعلق ہفتم ملک کا ملک سے تعلق دوستانہ ہونا چاہیئے اور ایک دوسرے سے عہد و پیمان کئے جائیں اور ان کی پابندی کی جائے ۔

تعلق ہشتم مذہبی تعلق:۔ فرمایا۔ وَاِنْ مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خلا فیھا نذیر۔ یعنی ہر ایک مذہب میں نبی آئے تھے۔ اس سے مذہبی منافرت دور ہو کر دوستانہ تعلق بڑھ سکتے ہیں۔ اور پھر فرمایا لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ ۔

تعلق نہم:۔ دوست کا تعلق پڑوسی کے ذکر میں آچکا ہے ۔

پنجاب کی مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء

جو مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ اس کے اعداد و شمار ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ صوبہ پنجاب کے انگریزی علاقہ کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:۔

نام مذہب	آبادی	حصہ فیصدی
مسلمان	۱۳۳۳۲۴۶۰	۵۶٫۵۳۹
ہندو	۶۳۲۸۵۸۸	۲۶٫۸۳۸
سکھ	۳۰۶۴۱۴۴	۱۲٫۹۹۴
عیسائی	۴۱۴۷۸۸	۱٫۷۵۹

نام مذہب	آبادی	حصہ فیصدی
جین	۳۵۲۸۴	
بدھ	۵۷۲۳	
پارسی	۵۴۶	
یہودی	۱۲	
آدی دھرمی (اچھوت)	۳۹۹۳۰۷	۱٫۶۹۳
میزان	۲۳۵۸۰۸۵۲	۹۹٫۸۲۳

اگر جینیوں اور بدھوں کو اور آدی دھرمیوں کو ہندوؤں کے گروہ میں شمار کیا جائے تو ہندوؤں کی آبادی ۲۸٫۷۰۸ یعنی قریب پونے انتیس فیصدی ہے۔ مسلمانوں کی آبادی ساڑھے چھپن فیصدی۔ سکھوں کی تیرہ فیصدی۔ اور عیسائیوں کی پونے دو فیصدی ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ شکلنک اُوتار کا یہی زمانہ ہے

اچاریہ رام دیو جی لکھتے ہیں :-

" جب کل یگ آئیگا ۔ تو لوگ آپس میں لڑیں گے ۔ پریواروں میں سُکھ نہ ہوگا ۔ استری پتی کے پتر کے ۔ بھائی بھائی کے آپس میں فساد ہونگے بست نہیں رہیگا ۔ سوارتھ کا راجیہ ہوگا ۔ پاپ کی دجے ہوگی ۔ اس قسم کا چتر کل یگ کا پورانوں میں کھینچا گیا ہے اور یہ چتر اس سمیہ پورا دنیا پر گھٹتا ہوا نظر آتا ہے " (اخبار پرکاش ۲۲ مئی ۱۹۳۲ء صٹ ک)

اس کے بعد ایک اور صاحب اخبار امرت کراچی ۳ فروری ۱۹۳۰ء میں رقمطراز ہیں :-

" جب گھور کلجگ کے آنے پر دھرتی پر پاپ بڑھ جائیں گے ۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بچوں کی مائیں بن جائینگی ۔ امیر غریبوں کو طاقتور کمزوروں کو دُکھ دیں گے ۔ دنیا کی حکومتیں رعایا کی رکھشک ہونے کی جگہ بھکشک بن جائیں گی ۔ گھی اور دودھ بہت کم اور مشکل سے ملیگا ۔ ان (اناج) بہت مہنگا ہو جائیگا ۔ بھائی بہنوں کو باپ لڑکیوں کو بُری نگاہ سے دیکھیں گے ۔ وباؤں اور قحط سے پرجاؤں کی تباہی ہونے لگ جائیگی ۔ وقت پر بارشیں نہ ہونگی ۔ ہونگی تو برے کا کام کرینگی ۔ ایسی حالت میں نہ شکلنک اوتار ہوگا ۔ دیوتا اور پتر اس کے رنگ سنگ ہونگے ۔ آکاش سے پھولوں کی بارش ہوگی (یعنی خداوند تعالیٰ اس پر اپنا کلام نازل کریگا) اور لوگ اس کی شرن میں جائینگے ۔ وہ تمام سنسار سے کل یُگ کو دُور کریگا "

ان حالات میں بھائی پرمانند ایم اے کی التجا بروقت ہے جو یہ ہے :-

" بھگون آج اگر اپنے پیارے دیش میں آسکیں تو آپ ساری تصویر اُلٹی ہوئی دیکھیں گے ۔ آپکو دیکھکر کتنا شوک ہوگا ۔ کہ آپکی جاتی کی سنتان نہ صرف دھرم سے بے مکھ ہو رہی ہے ۔ بلکہ دھرم پر چلنے والوں کو نشٹ کر دینے کے سامان ڈھونڈ رہی ہے ...... انہوں نے آدرش چھوڑ دیا ہے وہ اُلٹے مارگ پر چل پڑے .... بھگون اس سمیہ آپکی جاتی پر بڑا بھاری سنکٹ آیا ہے ..... بھگون ایک بار پھر آؤ تو سہی ۔ کسی دوسرے آتما میں پرویش کر کے ہی آجاؤ ۔ اپنی جاتی کو سیدھا راستہ ایک بار پھر بتا جاؤ " (اخبار ہندو لاہور)

کاش آنکھیں ہوں تو دیکھیں کہ وہ اوتار آچکا ہے جس نے وقت پر دعویٰ کیا اور جو ان سے وابستہ ہوئے وہ ان دکھوں سے نکل گئے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید

(کے بارے میں)

غیر مذاہب کے محققین کی کیا رائے ہے

قرآن غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ سکھاتا ہے :-

"قرآن کریم مسلمانوں کو غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ کرنا سکھاتا ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم و بیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر اسلام اس بارے میں سب سے آگے ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرمایۂ ناز ہے۔ اسلئے اسلام نے عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے روبرو پیش کیا ہے۔"

(اسلامک ریویو جنوری سنہ ۱۹۲۰ء) بقلم مسز سروجنی نائیڈو صاحبہ)

قرآن ایک قابل اذعان فرمان ہے :-

"محمد صلعم نے باوجودیکہ وہ اُمّی تھے۔ اور لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔ ایک ہی وقت میں تین عظیم الشان مقاصد یعنی قومیت دیانت اور شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی۔ اسکے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے سامنے پیش کی جو بلاغت کا ایک زبردست نشان شریعت کا واجب العمل دستور اور دین و عبادت کا قابل اذعان فرمان ہے۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اسوقت تمام دنیا کے ۱/۶ حصہ میں معتبر اور مسلّم سمجھی جا چکی ہے۔ اسکی انشاء و حکمت کو ایک بیّن معجزہ مانا جاتا ہے۔ جدید علمی اکتشافات ہیں یا ان مسائل میں جن کو ہم نے اپنے علم کے زور سے حل کیا ہے یا ابھی تک وہ زیر تحقیق ہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تعلیمات قرآنی کے مخالف ہو۔ ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ بنانے میں اب تک جتنی کوشش کی ہیں اسلام و قرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے موجود ہے اور پوری طرح موجود ہے۔" (لائف آف محمد)

قرآن ایک پُرحیرت کتاب ہے :-

"عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل اُمّی تھا۔ تمام مشرق نے اقرار کیا ہے کہ یہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ ہی کلام ہے جسکی بلند انشا پردازی نے عمر بن خطاب کو مطمئن کر دیا اور وہ معترف ہو گئے۔ یہ ہی کلام ہے کہ جب یحییٰ کی ولادت کے متعلق اسکے جملے جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کے سامنے پڑھے تو اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور بشپ چلّا اٹھا کہ یہ کلام اسی سرچشمہ سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ کا کلام تھا۔ محمد صلعم قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے اور وہ اسوقت سے تا ایں دم ایک ایسا مہتم بالشان راز چلا آتا ہے جس کے طلسم کا توڑنا انسان کی طاقت میں نہیں۔" (اسلام مصنفہ کونٹ ہنری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت رسول کریم صلعم نے تمدّن کی صحیح بنیاد رکھی

{سیرت النبی کی تقریب پر مندرجہ بالا موضوع پر تقریریں مقرر تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ امام جماعت احمدیہ نے جو تقریر دارالامان کے جلسہ سیرۃ النبی میں فرمائی۔ اس کا ایک حصہ الفضل سے درج ذیل ہے:۔ (ایڈیٹر)}

تمدّن کے معنے

تمدّن کے معنے ہیں۔ مدنیت۔ شہریت۔ چند آدمیوں کا مل کر رہنا۔ جب چند آدمی مل کر رہیں۔ تو کئی قسم کی دقّتیں پیش آتی ہیں۔ کیونکہ ہر شخص کی خواہشات دوسرے کے تابع نہیں ہوتیں۔ اور بسا اوقات ٹکرا جاتی ہیں۔ مثلاً ایک پھول ہے۔ دو آدمیوں کی خواہش ہے۔ کہ اسے حاصل کریں۔ اب اگر وہ مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ تو کوئی ایسا قانون ہونا چاہیئے۔ جو یہ بتائے۔ کہ وہ کون لے۔ اکٹھے مل کر رہنے کے لئے کوئی اصول مقرر کرکے ان پر چلنا ہوگا۔ ورنہ سر پھٹول جاری ہوجائے گی اور اسی غرض سے دنیا نے کئی انتظام کئے ہیں۔ تمدّن کے دوام کے لئے عورت مرد مل کر رہتے ہیں۔ جو میاں بیوی کہلاتے ہیں۔ وہ آئندہ نسل کی ذمہ واری اپنے سر پر لیتے ہیں۔ اسے خاندان کہا جاتا ہے۔ پھر محلہ والوں کے ساتھ تعلقات کو نظام میں لانے کے لئے اور قوانین کی ضرورت ہے۔ پھر ان قوانین پر عمل کرانے کے لئے راجہ یا نواب یا بادشاہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ایک دوسرے سے لین دین، شادی غمی۔ موت پیدائش وغیرہ معاملات کے لئے آئین وضوابط ضروری ہیں۔ اس کے لئے قضاء یا ججوں وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے گویا ان قوانین کا نام جن سے بنی نوع انسان آرام سے رہ سکیں۔ اور باہمی جھگڑے دُور ہوجائیں۔ تمدّن ہے؛

تمدّن کی بنیاد الہام پر چاہیئے

اس کے متعلق پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس انتظام کو لوگ کیوں قبول کریں۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ قانون فلاں نے اس لئے بنایا ہے۔ کہ مجھے نقصان پہنچائے۔ میں اسے نہیں مانتا۔ تمدّن قائم کرنے والے کہتے ہیں ایسی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے بادشاہ چاہیئے۔ جس کے پاس فوج اور پولیس ہو۔ تاکہ لوگوں کو سزا دیکر ٹھیک کردے۔ مگر کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کے معنے تو یہ ہونگے۔ کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ جس کے پاس زیادہ زور ہوگا۔ وہی حکومت کریگا۔ اگر یہ اصول صحیح مان لیا جائے تو رعایا میں سے جس کا زور چلیگا۔ وہ بھی چلائیگا۔ اسے پھر ہم کس اصول کی بنا پر روک سکیں گے۔ اور یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جس کا جواب آج تک دنیا نہیں دے سکی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بغاوت کو دُور کرنے یا اسے ناجائز منوانے کے لئے دنیا کے پاس کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلیل نہیں۔ جو دلیل دی جائے۔ باغی وہی بادشاہ پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ گویا۔ جو تمدّن کی بُنیاد ہے۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ کیوں ایک دوسرے کی بات مانیں۔ اور کیوں اپنا حق چھوڑ دیں۔ اس کا جواب دنیا معلوم نہیں کر سکی۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ فرمایا دیکھو! تمھارے تمدّنی اختلافات کی بنیاد یہ ہے۔ کہ ہم کیونکر یہ مان لیں۔ کہ جس کے ہاتھ میں فیصلہ کرنیکا کام ہے۔ وہ منصف اور عادل ہے۔ ممکن ہے۔ وہ دشمن سے سختی اور دوست سے نرمی کا برتاؤ کرے۔ پھر کس طرح تسلیم کر لیں۔ کہ وہ صحیح فیصلہ کریگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ دلیل ٹھیک ہے۔ واقعہ میں لوگوں کے فوائد الگ ہیں۔ کوئی کسی کا رشتہ دار ہے۔ کسی سے کسی کی دوستی۔ اور کسی سے دشمنی۔ اور بعض سے منافرت۔ اس لئے ان حالات کی موجودگی میں انسانوں کے قواعد قابل اعتماد نہیں ہو سکتے۔ اور وہ یقیناً غلط ہیں۔ دراصل تمدّن کی بُنیاد الہام پر ہونی چاہیئے۔ اور تمدّنی قوانین اس ذات کی ... ... طرف سے ہونے چاہئیں۔ جس کی نہ کسی سے رشتہ داری ہے۔ اور نہ کسی سے دشمنی۔ عورتوں سے پوچھو۔ کہتی ہیں۔ مردوں کے ہاتھ میں چونکہ قانون بنانا ہے۔ اس لئے جس طرح چاہتے ہیں۔ بنا لیتے ہیں۔ ہندوستانی کہتے ہیں۔ ملکی قوانین انگریزوں نے اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم سول نافرمانی کرتے ہیں۔ گاندھی جی کہتے ہیں۔ ہم انگریزوں کا قانون نہیں مانتے وہ ہمارے مخالف ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے قوانین کے متعلق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ خدا تعالیٰ کو اس سے غرض نہیں کہ لنکاشائر کا کپڑا فروخت ہو یا نہ ہو۔ اور ہندوستان کی روئی بکے یا نہ بکے۔ نہ اسے کسی ملک کے نمک سے سروکار ہے۔ اس کے نزدیک سب یکساں ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خدا ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ سب چیزیں اسی سے طاقت پاتی ہیں۔ وہ جس قانون کو جاری کرتا ہے۔ وہ ایسے سرچشمہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ کہ جو لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ جو نہ شرقی ہے۔ نہ غربی۔ گویا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر بتایا۔ کہ دنیا میں کبھی امن نہیں ہو سکتا۔ جب تک تمدّن کی بُنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔ باقیوں نے کہا۔ ہم تمدّنی قوانین بنائینگے۔ اور اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس نے تمدّنی امور میں دخل دیا ہے۔ لیکن اب وہ لوگ دھکّے کھا کھا کر، وہیں آرہے ہیں۔ جہاں اسلام لانا چاہتا ہے۔ تعلّقات خواہ میاں بیوی کے ہوں۔ یا ماں باپ۔ بھائی بھائی کے ہوں۔ یا بہن بھائی کے۔ رعایا اور راعی کے ہوں۔ یا مختلف حکومتوں کے۔ سب میں دنیا اسلام کی طرف آرہی ہے۔ پس پہلی بُنیاد جو تمدّن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ تمدّن کی بُنیاد الہام پر ہونی چاہیئے ورنہ بعض کو شکوہ رہیگا۔ کہ بعض کی رعایت کی گئی ہے۔ اب صرف یہ سوال رہ جاتا ہے۔ کہ جو تمدّن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیا۔ وہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ واقعی خدا کی طرف سے ہے۔ اس پر رعایت کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں جو قوانین لوگ بناتے ہیں۔ ان کے متعلق تو یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ بنانے والے کو اس کا حق بھی تھا یا نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق اس قسم کا اعتراض بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے۔ کہ یہ قانون فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے جملہ تمدنی امور کے متعلق ایسے قوانین بنائے ہیں۔ کہ ان میں کوئی رخنہ یا نقص نہیں نکالا جا سکتا۔ اور ایسی تعلیم دی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ انسانوں کا باہم مل کر بیٹھنا ممکن ہو گیا ہے ؎

غیر قوموں میں ازدواجی تعلقات

دنیا میں تمدنی امور میں پہلی چیز۔ شادی یعنی میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ اسی سے نسل انسانی چلتی ہے۔ اس کے متعلق ہی اسلامی تعلیم کو اگر دیکھ لیا جائے۔ تو ہمارے دعوے کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ دنیا میں شادی عام طور پر یا تو زور سے کی جاتی ہے۔ یا محبت سے۔ زور سے شادی دو قسم کی ہوتی ہے۔ یا مرد زبردستی کسی عورت سے شادی کرلے۔ اور یا لڑکی کے والدین زبردستی جس سے چاہیں شادی کر دیں ؎

بابل کی حکومت میں یہی قانون رائج تھا۔ کہ لڑکیاں جب جوان ہو جاتیں۔ تو والدین انہیں مارکیٹ میں لاکر اس لئے کھڑا کر دیتے۔ کہ ہم نے اسے پال پوس کر جوان کیا ہے۔ اب کون اس کی زیادہ قیمت دیتا ہے اور جو انکی منشاء کے مطابق قیمت دے دیتا۔ وہ لے جاتا۔ لڑکی کو اس میں کوئی اختیار نہ تھا ؎

ہمارے ملک میں بھی یہی رواج ہے۔ یہاں اگرچہ مارکیٹ میں تو نہیں لے جاتے۔ مگر گھر میں قیمت لے لیتے ہیں۔ اگر کہو۔ کہ لڑکی کو مارکیٹ میں لیجاؤ۔ تو کہینگے۔ استغفر اللہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن یوں گھر میں روپیہ لے لینگے۔ حالانکہ یہ حماقت ہے۔ اگر قیمت ہی لینی ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ لینی چاہیئے غالب نے کہا ہے۔ سہ

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھیرا ؎ تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

الغرض جس قدر بھی قیمت مل سکے۔ وصول کرتے ہیں۔ وہ اپنی لڑکیوں کے لئے اچھا خاوند تلاش نہیں کرتے۔ بلکہ جو زیادہ روپیہ دے اور اس طرح بسا اوقات جوان لڑکیاں بوڑھوں سے شریف بدمعاشوں سے۔ لائق نالائقوں سے اور عقلمند بیوقوفوں سے بیاہ دی جاتی ہیں۔ گویا ایک طریق زور سے شادی کرنے کا تو یہ ہے۔ کہ ماں باپ قیمت لے کر جہاں چاہیں۔ لڑکی کو بیاہ دیں۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے خاوند کی اگر موت بھی ہو جائے۔ تو لڑکی آزاد نہیں ہو سکتی۔ اسے خاوند کے بھائی یا کسی اور رشتہ دار سے بیاہ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے قیمت ادا کر کے اسے خریدا ہوتا ہے۔ اور بیوہ ہو جانے کی صورت میں اگر ماں باپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے اپنے گھر لاتے ہیں۔ تو چوری یا کسی حیلہ سے۔ کیونکہ بصورت دیگر جہاں لڑکی بیاہی ہوتی ہے۔ وہ ادا کردہ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح ایسی لڑکی نہ صرف خاوند کی زندگی میں بلکہ اس سے آزادی کے بعد بھی قید ہی ہوتی ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ جو ہندوؤں یا انگریزوں میں بھی رائج تھا۔ کہ مرد جبر سے لے جائے۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے اپنی لڑکیوں کو پیش کر دیتے۔ کہ کون اسے چھین کر لیجاتا ہے۔ اسے سوئمبر کی رسم کہا جاتا۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے امیدوار ہو کر آتے۔ طاقتوں کا مظاہرہ کرتے۔ اور جو سب کو مغلوب کر لیتا۔ وہ اس لڑکی کا خاوند ہو جاتا۔ خواہ وہ بدصورت ہی ہو۔ یا جاہل یا نقائص اخلاقی اپنے اندر رکھتا ہو۔ انگریزوں میں لڑکی کی مرضی سے شادی کا دستور ہے۔ مگر وہ مرضی بھی غیر مرضی کے برابر ہے۔ وہ یہ طریق ہے۔ کہ لڑکی لڑکا آپس میں ملیں۔ ایک دوسرے سے محبت کریں۔ اور جب پسند آجائے۔ تو شادی کر لیں۔ کسی اور کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ چونکہ جذبات کی دنیا سب پر غالب ہے۔ اس طریق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہنگامی جذبات کے ماتحت وہ اخلاق و شرافت وغیرہ تمام اوصاف بھول جاتے ہیں۔ صرف مال اور حسن وغیرہ کو دیکھ کر شادی کر لیتے ہیں۔ اور جذبات جب ابھرتے ہیں۔ تو عقل اور ہوش و حواس کھو دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بڑے بڑے چور ڈاکو اپنے آپ کو شریف اور امیر زادہ ظاہر کر کے امراء کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اور پھر تباہ کر دیتے ہیں۔ سات آٹھ سال کا عرصہ ہوا۔ اخباروں میں ایک شادی کا بہت چرچا رہا۔ جرمنی میں ایک شخص آیا اور اس نے اپنے آپ کو روس کا شہزادہ ظاہر کر کے قیصر جرمنی کی ہمشیرہ سے شادی کر لی۔ حالانکہ وہ فی الواقع کسی باورچی خانہ میں برتن مانجھنے والا تھا۔ جس نے کسی نہ کسی طریق سے روپیہ حاصل کر کے یہ فریب کیا۔ جو جلد ہی ظاہر ہو گیا۔ تو محض اپنی مرضی کی شادی کا انجام بھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس حالت میں اخلاق اور شرافت وغیرہ امور کو کوئی نہیں دیکھتا۔ مال و دولت یا حسن پر لٹو ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے شادی کے متعلق جو تعلیم دی۔ اس میں پہلے شادی کی حکمت بتائی اور پھر یہ بتایا۔ کہ شادی کیونکر کرنی چاہیئے۔ میاں بیوی کی ذمہ واریاں کھول کھول کر بیان کیں۔ نتائج بتائے۔ اور پھر بتایا کہ شادی دونو کی مرضی سے ہونی چاہیئے۔ مگر اس طرح کہ اس میں ماں باپ کی مرضی بھی شامل ہو۔ اکیلے ماں باپ بھی اپنی مرضی سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کر سکتے۔ مگر لڑکی بھی صرف اپنی مرضی سے ان کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتی۔ اگر صرف ماں باپ کی مرضی ہو۔ تو بعض ماں باپ ایسے بھی ہونگے۔ جو صرف روپیہ دیکھیں گے لیکن لڑکی تو یہ بھی دیکھے گی۔ کہ میری ساری ضرورتوں کو بھی پورا کر سکتا ہے یا نہیں۔ بعض شکلوں کو ہی بعض لڑکیاں برداشت نہیں کر سکتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی تھی جس نے آپ سے عرض کیا۔ کہ مجھے اپنے خاوند کی شکل اچھی نہیں لگتی۔ پھر ایک اور عورت کے متعلق آتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) مَیں اس شخص کے ساتھ جس سے میری شادی کی گئی ہے۔ رہنا گوارا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آپؐ نے علیحدگی کا حکم دیدیا۔ تو بسا اوقات بعض آدمیوں کی شکل سے عورتوں کو طبعاً نفرت ہوتی ہے۔ لڑکی ان باتوں کو دیکھ سکتی ہے۔ اسلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے شادی کی بنیاد اس امر پر رکھی کہ دونو کی مرضی سے ہو۔ ماں باپ کی بھی اور لڑکی کی بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر دونو کی مرضی نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ اگر لڑکی کو وہ پسند ہو۔ مگر ماں باپ اپنے اغراض کے ماتحت وہاں اس کی شادی نہ کریں۔ تو اسلام نے لڑکی کو اختیار دیا ہے۔ وہ عدالت میں جاکر درخواست دے سکتی ہے۔ کہ میرے والدین اپنے اغراض کے ماتحت مجھے اچھے رشتہ سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور عدالت تحقیقات کے بعد اسے اجازت دے سکتی ہے۔ کہ شادی کرلے۔ گویا اس طرح سب کے حقوق محفوظ کرنے کا انتظام کر دیا گیا۔ لڑکی اور ماں باپ دونو کی مرضی کو ضروری رکھا۔ اور اس طرح کا رشتہ یقیناً مبارک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی شادیاں زیادہ کامیاب ہوتی ہیں۔ یورپ میں نوّے فیصدی شادیاں ناکام ہوتی ہیں حتّٰی کہ وہاں یہ لطیفہ مشہور ہے۔ کہ اگر کوئی مرد عورت اکٹھے جارہے ہوں تو کہتے ہیں۔ یا تو یہ میاں بیوی نہیں۔ یا ان کی شادی پر ابھی ایک ماہ نہیں گذرا۔ لیکن مسلمانوں میں نوّے فیصدی شادیاں کامیاب ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں دیکھ لو۔ غیر قوموں کی عورتیں زیادہ نکلتی اور اغوا ہوتی ہیں۔ سوائے ان قوموں کی عورتوں کے جن کی مالی یا اخلاقی حالت لوگوں نے خراب کر دی ہے۔ غرض اسلام نے زوجیت کے تعلق کی ابتداء ایسے اصول پر رکھی۔ کہ اس کی کوئی اور مثال نہیں مل سکتی۔ پھر دھوکے بازی سے بچنے کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ نکاح علی الاعلان ہو۔ جو علی الاعلان نہیں۔ وہ نکاح ہی نہیں۔ اس سے بھی بہت سے فسادات کا انسداد ہو جاتا ہے۔ پوشیدہ طور پر تو کوئی غلط بات ظاہر کر کے دھوکا بھی دے سکتا ہے۔ لیکن اعلان سے عام طور پر عیوب کھل جاتے ہیں۔ پھر تمدنی خرابیوں کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ مرد چونکہ کماتا ہے۔ دولت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ناجائز طور پر عورت کو خرچ وغیرہ سے تنگ کر سکتا ہے۔ اور عورت کو اس کا محتاج رہنا پڑتا ہے۔ یورپ نے اس کا یہ علاج تجویز کیا ہے۔ کہ وہ نوکریاں کرنے لگ گئی ہیں۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ بعض ملکوں کی نسلیں کم ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اور بعض ملکوں میں ۱۰ سال کے اندر ۴۔۵ فیصدی نسل کم ہو گئی ہے۔

اسلام نے مہر کیوں رکھا

اسلام نے اس کا علاج یہ رکھا ہے۔ کہ ہر شخص کی حیثیت کے مطابق عورت کا مہر مقرر کر دیا۔ علاوہ اخراجات کے۔ گویا مہر عورت کا جیب خرچ ہے۔ دوسری سب ضرورتیں پھر بھی خاوند کے ذمہ ہیں۔ اور مہر اسکے علاوہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس سے وہ ان ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے۔ جو وہ خاوند کو نہیں بتانا چاہتی۔ مثلاً اس کے والدین غریب ہیں اور وہ اُن کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی خاوند پر اپنی یہ خواہش ظاہر کر کے اس کی نظروں میں خود ذلیل ہونا۔ اور والدین کو ذلیل کرنا نہیں چاہتی۔ یا مثلاً اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ اپنے بھائیوں کو تعلیم دلانا چاہتی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی غیرت یہ بھی برداشت نہیں کرتی۔ کہ خاوند کا احسان برداشت کرے۔ اس لئے اسلام نے پہلے دن سے عورت کے ہاتھ میں مال دیدیا۔ جس دن شادی ہوتی ہے خاوند کا مال کم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُسے مہر کے علاوہ اور بھی اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن نکاح کے ساتھ ہی عورت کا مال بڑھ جاتا ہے۔ گویا وہ اسی دن سے اس لحاظ سے خاوند کے بے جا تصرف سے آزاد ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح جو جھگڑے وغیرہ یورپ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اسلام نے پہلے دن سے ہی ان کا انسداد کر دیا ٭

ولیمہ کی حکمت

پھر مرد و عورت کے تعلقات میں ایک وجہ فساد یہ ہوتی ہے۔ کہ بعض لوگ کہدیتے ہیں۔ میرا بچہ نہیں۔ اور یہ ایک ایسا نازک معاملہ ہے۔ جس کا علاج کوئی نہیں۔ کیونکہ اس بات کا کسی کے پاس کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ میاں بیوی فی الواقعہ باہم ملے۔ بعض لوگوں نے اس کے لئے بعض ذرائع تجویز کئے۔ لیکن وہ نہایت گندے ہیں۔ مثلاً بعض اقوام میں یہ رواج ہے۔ کہ ملوث پارچات دکھاتے ہیں۔ لیکن یہ نہایت ہی خطرناک طریق ہے۔ اور اس میں سب سے بڑا نقص یہ ہے۔ کہ بعض عورتوں کا خون نکلتا ہی نہیں۔ اور چونکہ سب لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے گندے کپڑوں کی نمائش سے اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ عورت بدکار تھی۔ حالانکہ وہ ایسی نہیں ہوتی۔ شریعت اسلامیہ نے اسکے لئے کیا لطیف طریق رکھا ہے۔ اور وہ یہ۔ کہ جب میاں بیوی ملیں۔ تو اگلے روز ولیمہ کی دعوت کی جائے۔ اس طرح بغیر ایک لفظ مُنہ سے نکالے یہ اعلان ہو جاتا ہے۔ کہ میاں بیوی آپس میں مل گئے ہیں ٭

استخارہ کی حکمت

پھر ایک بات اسلام نے یہ رکھی۔ کہ نکاح سے قبل استخارہ کر لو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر اہم امر میں استخارہ کا حکم دیا ہے۔ بالخصوص شادی کے بارے میں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جلد بازی کے بُرے انجام سے انسان بچ جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مدد حاصل کر سکتا ہے۔ جلد بازی سے بھی کئی جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ بڑا اچھا رشتہ ہے۔ آج ہی کر لو۔ لیکن مقصد ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے عیوب ظاہر نہ ہونے پائیں۔ لیکن اگر سات روز تک استخارہ کیا جائے۔ تو اس عرصہ میں اور لوگوں سے بھی شادی کا ذکر آئیگا۔ اور اس طرح بات کھل جائیگی۔ پھر استخارہ کی وجہ سے جذبات دب جاتے ہیں۔ اور انسان روحانی تصرف کے ماتحت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے علاوہ ہے ؎

نکاح پاکیزہ تعلّقات کا نام ہے

شادی کے بعد پھر میاں بیوی کے تعلّقات شروع ہو جاتے ہیں۔ اسمیں بھی اسلام کا دیگر مذاہب کی تعلیم سے تصادم ہوتا ہے۔ باقی سب مذاہب اسے ناپاک قرار دیتے ہیں۔ وہ اس کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود اسے ادنیٰ اور ذلیل قرار دیتے اور شادی نہ کرنے کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ فطرت سے مجبور ہو کر ان تعلّقات کو قائم بھی کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ دل میں یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ یہ ناپاک تعلّقات ہیں۔ اس لئے دل پر زنگ لگتا رہتا ہے۔ کہ ہم یہ بُرا کام کر رہے ہیں۔ گاندھی جی نے لکھا ہے۔ مَیں جب بھی بیوی کے پاس جاتا۔ تو میرے دل پر ایک بوجھ ہوتا۔ کہ مَیں بُرا کام کر رہا ہوں۔ آخر ہم نے قسم کھائی کہ آیندہ ایسا نہیں کرینگے۔ یہ ہندو دھرم کی تعلیم کا اثر تھا۔ ایک طرف تو فطرت میں ایسا جذبہ ہے۔ پھر اولاد کی خواہش ہوتی ہے۔ صحت کے لئے بھی ضروری ہوتا ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ بُری بات ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ وہ کام کرتے بھی ہیں۔ اور دل سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ کہ ہم بُرا کام کر رہے ہیں۔ اسلام نے بتایا۔ کہ یہ خیال غلط ہے۔ اگر اس خیال کے ماتحت تعلّقات قائم کرو گے۔ تو بچّہ کے دل میں بھی یہی خیال ہو گا۔ اور وہ گناہ کی مُہر لے کر رحم مادر سے نکلیگا۔ اس کی بنیاد ہی گناہ پر ہوگی اور وہی مثال ہوگی۔ کہ ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج ؎ تا ثریا مے رود دیوار کج۔

بچّے کی پیدائش کی بُنیاد ہی جب گندہ پر ہوگی۔ تو اس کا دل کبھی پاک نہ ہو سکیگا ؎

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ یہ تعلّقات پاکیزہ ہیں۔ اور جو شادی نہیں کرتا۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ رہبانیت پسندیدہ چیز نہیں۔ جس شخص نے شادی نہ کی۔ اور وہ مر گیا۔ فھو بطال اُسکی عمر ضائع ہو گئی۔ غرض آپؐ نے بتایا۔ کہ یہ تعلّق گندہ نہیں۔ بلکہ انسانی صحت اور دماغی ترقی کا منبع ہے۔ میاں بیوی گویا پاکیزہ محبّت کا مدرسہ اور محبّت کی پہلی کڑی ہیں۔ اور اسلام نے یہ کہکر۔ کہ یہ پاکیزہ تعلّقات ہیں۔ گناہ کے احساس کو مٹا دیا۔ گناہ کے احساس کی وضاحت کے لئے ایک مثال دیدیتا ہوں۔ فرض کرو۔ کہ ایک شخص کہیں سفر پر جا رہا ہے۔ سٹیشن پر آ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ بعد میں بیوی کو خیال آیا۔ کہ میاں کو کھانے کی تکلیف ہو گی۔ اس نے کھانا تیار کر کے کسی کے ہاتھ سٹیشن پر بھیجدیا۔ گاڑی روانہ ہو رہی تھی۔ اور وہ بمشکل کھانے کو اس ڈبہ میں رکھ سکا جس میں میاں بیٹھا ہے۔ لیکن اطلاع نہ دے سکا۔ دورانِ سفر میں اسے بھوک لگتی ہے۔ اور وہ کھانا کھانے لگ جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسے یہ احساس ہے۔ کہ ممکن ہے۔ یہ کسی اور کا ہو۔ اس صورت میں اگرچہ کھانا اسی کا ہے۔ لیکن اس احساس کی وجہ سے اس کے دل پر چوری کا زنگ لگتا جائیگا۔ تو اصل چیز احساس ہوتا ہے۔ اور اسلام نے ان تعلّقات سے گناہ احساس کو مٹا دیا۔ اور پھر یہ بتایا۔ کہ شادی محبّت کے اجتماع کا نام ہے۔ اور چونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت جب پُورے جوش پر ہو تو تمام دوسرے تعلّقات دب جاتے ہیں۔ اسلئے شریعت نے حکم دیا۔ کہ جب میاں بیوی ملیں۔ تو دُعا کریں۔ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ ہمیں بھی شیطان سی بچا۔ اور اس میل کے نتیجہ میں اگر کوئی اولاد ہونیوالی ہے۔ تو اسے بھی بچا۔ میاں۔ بیوی کی محبت پاک ہی سہی۔ مگر ایسا نہ ہو۔ کہ ادنیٰ خیالات اعلیٰ پر غالب آجائیں۔ اور اس طرح محبت کے جذبات کے غلبہ کے باعث جس نقصان کا احتمال ہو سکتا تھا۔ اس کا بھی انسداد کر دیا پھر اس موقعہ پر جسقدر توجہ ایک دوسرے کی طرف ہوتی ہے۔ اسکے نتیجہ میں رُوحانی طاقتیں باہر کی طرف جاتی ہیں۔ میاں۔ بیوی کا یہ تعلق ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک دوسرے میں جذب ہونیکی کوشش کرتا ہے۔ اسکے نتیجہ میں ایسی رَو پیدا ہوتی ہے۔ کہ دماغی توجہات کو ایک ہی طرف بدل دیتی ہے۔ اسکے لئے اسلام نے غسل رکھا تا ایسا نہ ہو۔ کہ دماغ اس طرف لگا رہے۔ بلکہ جسم ٹھنڈا ہو کر بھاپ بند ہو جائے گویا غسل ان نقائص کو دُور کرنیکے لئے ہے۔ جو باہم ملنے سے قدرتی طور پر پیدا ہو سکتے تھے۔ اور غُسل کے ذریعہ پھر ان طاقتوں کو مجتمع کر دیا۔ تا دوسری طرف ان کو لگایا جا سکے۔ پھر ان تعلّقات کو محدود کیا۔ بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان میں میاں بیوی کا آپس میں ملنا درست نہیں ہوتا۔ بعض شرائع نے ایسی حالت کو گند قرار دیا ہے۔ اور تورات کا حکم ہے۔ کہ جب عورت حائضہ ہو۔ تو اسے الگ رکھا جائے۔ اور ہاتھ تک نہ لگایا جائے۔ بعض نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ ہر وقت مرد و عورت مل سکتے ہیں۔ لیکن دونو باتیں تمدّن کے لئے تباہ کُن ہیں۔ اگر بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ تو عورت حقیر اور ذلیل خیال کی جائے گی۔ اور اگر ملنے کی اجازت ہو۔ تو یہ دونو کی صحت کے لئے تباہ کُن ہے۔ اس لئے اسلام نے یہ تعلیم دی کہ ھُوَ اَذًی تکلیف کی چیز ہے۔ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ لیکن عورت ایسی ہی پاک ہے۔ جیسے تم۔ گویا ایک طرف تو علیٰحدگی کا حکم دیا۔ تا قوتیں نشو و نما پائیں۔ اور دوسری طرف گند کے نقصانات سے آگاہ کر دیا ؞

پھر بہت سے فتنے اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ بعض مذاہب میں یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ عورت کی روح اور ہے۔ اور مرد کی اور۔ بلکہ بعض عیسائیوں میں تو یہ خیال بھی ہے۔ کہ عورت کی رُوح ہوتی ہی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا مِنْ اَنْفُسِکُمْ جیسی رُوح تمھاری ہے۔ ویسی عورتوں کی ہے۔ اب دیکھو۔ کیسی امن کی تعلیم ہے۔ عام طور پر اس لئے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔ کہ مرد سمجھتے ہیں۔ عورت میں حِسّ ہوتی ہی نہیں۔ اچھا کھانا پہننا۔ سیر و تفریح سب اپنے لئے ہے۔ ایسے لوگ عورت کو جب چاہیں۔ مار پیٹ لیں گے۔ اور بلاوجہ اپنی سیادت جتاتے رہیں گے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ عورت میں حِسّ نہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ پنجاب میں تو عام طور پر عورت کو جوتی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے بتایا۔ کہ مِنْ اَنْفُسِکُمْ کہ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ جس طرح بُری بات تمھیں بُری لگتی ہے۔ اسی طرح اس کو بھی بُری محسوس ہوتی ہے۔ اور اسے بھی تمھاری طرح ہی اچھی باتوں کی خواہش ہے ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمانۂ قدیم اور غلام سازی

مصریوں کے کارنامے بقول "مونے بک" منتش وزارت معارف مصر مؤلف کتاب "محمد المثل الکامل" قدیم مصریوں کے نزدیک غلاموں اور لونڈیوں کی حیثیت سامان زینت سے زیادہ نہ تھی۔ ان سے بادشاہوں، رئیسوں، مذہبی پیشواؤں کے قصر اور محل، معابد، خانقاہیں سجائی جاتی تھیں۔ مصالح اور حالات کے تحت میں ان کے ساتھ رعایتیں ہوتی تھیں بلکہ بعض وقت لونڈیاں آزاد ہوس رانیوں سے نکل کر مقید بی بی بھی بنالی جاتی تھیں۔

غلام کا قاتل بدلے میں قتل کیا جاتا تھا۔ غلاموں کے ساتھ رحم کا برتاؤ بھی ہوتا تھا۔ گویا غلاموں کے لئے یہ سب سے بڑا ایثار اور سب سے بڑی قربانی تھی جو اس دور میں اس شکل میں نمایاں تھی۔

۲-منوجی قدیم ہندو دئیں "منوجی" نے شودروں کے لئے جو قانون بنایا تھا اس کے چند دفعات یہ ہیں:-

(۱) برہمن کو ہر شودر سے بجبر ... کام لینے کا قانوناً حق تھا چاہے وہ شودر زر خرید غلام ہو یا نہ ہو۔ اس جواز کی دلیل یہ تھی کہ شودر کا وجود ہی خدمت گذاری کے لئے تھا۔

(۲) کوئی شودر آزاد کئے جانے پر بھی آزاد نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی غلامی کی صفت اس سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی تھی۔

(۳) کوئی شودر کسی برہمن کو اگر اذیت پہنچانے کے ارادے سے چھو بھی دیتا تو اسکی معمولی سزا قتل ہوتی۔

(۴) اگر کوئی شودر کسی برہمن کو گالی دیتا تو اس کی زبان کھینچ لی جاتی۔ وقس علیٰ ہذا۔

۳-اشوری اور ایرانی اشوریوں کے محل کی زینت بھی خوبصورت غلاموں اور لونڈیوں سے ہوا کرتی تھی یہ لونڈی اور غلام گرفتار کر کے لائے جاتے تھے۔

سلطنت ایران جسقدر حدود میں وسیع تھی اسی قدر اس میں لونڈیوں اور غلاموں کی کثرت تھی۔ ان سے ہر قسم کے کام دشوار اور آسان، عزت اور ذلت کے لئے جاتے تھے۔ بعض مقامات میں ان کو آرام کرنے کا موقع بھی دیا جاتا تھا۔

"ہیرودت" کے احکام کے مطابق کوئی ایرانی اپنے غلام پر زیادہ سختی کرنے کا مجاز نہ تھا لیکن اسی کے ساتھ اگر غلام سے کوئی قصور سرزد ہوتا تھا تو آقا کو اختیار تھا کہ اس کو طرح طرح کی تکلیف پہنچائے یا قتل کر دے۔

۴-اہل چین چین میں ولادت مسیحؑ سے بہت پہلے اسیروں اور قیدیوں سے ہر طرح کی خدمت لینے کا دستور تھا۔ اس کے بعد غلامی نے رواج پایا۔ یہ غلام یا تو جنگ میں گرفتار ہو کر آتے تھے یا اسی طرح پکڑ لیے جاتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے کبھی غرباء اپنے بچوں کو بیچ ڈالتے تھے ٭

ان غلاموں پر ان کے آقاؤں کو ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے۔ یہاں تک کہ ان کو اور اُن کی اولاد کو جب چاہتے تھے فروخت کر ڈالتے تھے۔ مجموعی حیثیت سے چین میں زیادہ سختی نہیں کی جاتی تھی ٭

شہنشاہ کوانجوں نے جو قانون نافذ کیا تھا اس کا منشاء یہ تھا کہ کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کر دے تو اس کا اخفاء نہ کرے۔ کوئی شخص اپنے غلام کو جلا دے تو اس کو قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ آقا اگر اپنے غلام کو کسی چیز سے جلا دیتا یا داغ دیتا تو غلام غلامی سے نکل کر آزاد ہو جاتا۔ غلاموں کو بعض وقت عہدے بھی دیئے جاتے۔ بعض وقت جب اُن پر اُن کے آقاؤں کا اعتبار ہو جاتا تھا تو آزاد بھی کر دیئے جاتے تھے ٭

۵۔ عبرانی عبرانیوں اور بنی اسرائیل میں غلامی کی رسم عرصہ سے چلی آتی تھی۔ ان کے نزدیک بھی غلام، اسباب ثروت وجاہ تھے۔ لیکن ان کے کچھ حقوق بھی تھے مثلاً

(۱) ایک سال میں کئی ہفتے اُن کو آرام کرنے کا موقعہ دیا جاتا تھا ٭

(۲) اُن کو سخت سزاؤں کی ممانعت تھی ٭

(۳) لونڈیاں بعض وقت بیبیاں بنائی جاتی تھیں ٭

(۴) ایسا بھی ہوتا کہ آقا اپنی لڑکی کی شادی اپنے غلاموں سے کر دیا کرتا تھا ٭

حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں یہ قانون تھا کہ اگر غلام قصاص کا سزاوار ہوتا تھا تو حکم قتل قاضی دیتا تھا۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ غلام آتشِ انتقام کی نذر نہ کر دیا جائے ٭

البتہ فرعون نے بنی اسرائیل پر جو سختیاں کی تھیں اس کی مثال فاتح اور مفتوح کے برتاؤ میں ملیگی ٭

قرآن حکیم نے ان واقعات کو اس طرح بیان کیا ہے :۔ اذ نجینا کم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم (سورہ بقر)

اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو، جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی۔ یہ لوگ تم کو طرح طرح کی اذیت دیتے تھے تمہاری اولاد ذکور کو ذبح کر ڈالتے تھے اور عورتوں کو خدمتگذاری کے لئے زندہ رکھتے تھے ٭

تاریخوں میں پوری تفصیل موجود ہے۔ محتاط مفسرین نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے ٭

۶۔ یونانی غلامی اور غلام سازی تمام بلاد یونان میں رائج تھی ارسطو کے نزدیک ان غلاموں کی یہ منزلت تھی :۔

"غلام آلہ ذی روح اور متاع زندہ" کا نام ہے

اس حکیم کی شخصیت دیکھئے اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کا اندازہ دیکھئے۔ حقیقت یہ ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خودغرضی بڑے بڑے عقلاء کا دماغ بیکار کر دیتی ہے ؛

اسی ارسطو نے جنس بشری کی دو قسمیں کی تھیں :- ۱- آزاد - ۲- غلام بالطبع -

تعجب ہے کہ ارسطو نے غلامی کو طبعی اور فطری چیز کہا ہے - غالباً ارسطو کو فطرت اور عادت کا فرق سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے ، عادت مجبوری کا نتیجہ بھی ہوتی ہے - فطرت آزاد چیز کا نام ہے ؛

عام طور پر یونانیوں نے ان غلاموں کی دو قسمیں قائم کی تھیں :-

(۱) ایک تو وہ جو مفتوحہ ممالک کے رہنے والے تھے - ان کی حیثیت ملک مفتوحہ کی اراضی کی تھی ؛

(۲) دوسرے وہ تھے جو خرید و فروخت کے ذریعہ سے قبضہ میں آتے تھے - زیادہ تعداد اسی قسم کے غلاموں کی تھی ؛

یونان - ایتھنس ، قبرس ، ساموس وغیرہ میں غلاموں کی خرید و فروخت کے لئے بڑی بڑی منڈیاں قائم تھیں ؛

یہ غلام اپنے آقا کے لئے ذریعہ آمدنی تھے اس طرح کہ ان کو روزانہ معین رقم اپنے آقا کو ادا کرنی پڑتی تھی ؛ ایتھنس میں کوئی گھر اس قسم کے غلاموں سے خالی نہ تھا - آقاؤں کو ان غلاموں پر جائداد منقولہ کی طرح حق حاصل تھا ؛

غلام اگر کوئی قصور کرتا تھا تو چکی میں جوت دیا جاتا تھا اور اسکو کوڑے لگائے جاتے تھے - غلام جب باہر سے لائے جاتے تھے تو اُن کی پیشانی گرم لوہے سے داغ کر داغدار بنائی جاتی تھی گویا یہ داغ انکی قسمت کا داغ ہوتا تھا ؛

جسم اور اس کی جان کا ضامن قانون وقت تھا - قانون کی رو سے یہ دونوں چیزیں خطرے میں پڑ سکتی تھیں ؛

ان غلاموں کو آزادی کا حق کبھی نہ ملتا تھا - غلام کے ذمہ ہر قسم کی خدمت ہر وقت عائد رہتی تھی ؛

۷- رُومی

رومیوں میں جب تک غلام سازی کا وقار پیدا نہیں ہُوا تھا ، ملک میں اس سرے سے اُس سرے تک آزادی کی لہر دوڑ رہی تھی - قلوب میں خالص شجاعت ، قوم میں اخلاق حمیدہ کی فراوانی تھی - یہ راز سمجھنے کا ہے کہ غلام سازی کا شوق اور اس کی کوشش کا نتیجہ فسادت ، مکر ، بیوفائی ، بزدلی ہوتا ہے - یورپ نے اگر اس کو اب تک نہیں سمجھا ہے تو آج سمجھ لے ؛

غلام سازی ہی آخر میں زوال سلطنت و قومیت کا سبب بنتی ہے رومیوں میں جب توسیع سلطنت کا خیال پیدا ہُوا تو جنگ کی کثرت نے سر اُٹھایا - غلام سازی یہاں تک عام ہوگئی کہ امراء اپنے غلاموں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے تمام ضروریات میں محتاج ہو گئے صنعت و حرفت، زراعت و تجارت ان کے ہاتھ میں انجام پانے لگی۔ اُمرا اور اغنیا عجب پندار کے بُت بنکر گوشہ میں بیٹھ گئے ؞

وجوہ غلام سازی رومیوں کے نزدیک غلام سازی کے حسب ذیل وجوہ تھے :-

(۱) سب سے بڑی وجہ جنگ کی کثرت تھی ؞

(۲) پیدائشی غلامی، غلاموں اور لونڈیوں کی اولاد ہونا ؞

(۳) کوئی ملک اگر وقت معین پر رقم مقررہ ادا نہ کر سکتا تھا تو اس کے باشندے غلام سمجھے جاتے تھے۔ لونڈیاں اور غلاموں کی تجارت کرنیوالے فوجیوں کو ملائے رہتے تھے اور ان کے ہاتھ معمولی قیمتوں پر لالاکر بیچتے تھے ؞

یہ لونڈی غلام اکثر بچپن میں اپنے مکانوں سے چرالئے جاتے تھے۔ اُن کے بیچنے کا جو طریقہ ہوتا تھا وہ اکثر حیا سوز اور ننگ انسانیت تھا۔ لونڈی، غلام، بچے بالکل برہنہ کر کے منڈی میں کھڑے کر دیئے جاتے تاکہ خریدار اُن کے ظاہری عیب و حُسن سے واقف ہو جائیں۔ تعلیم یافتہ لونڈیوں، غلاموں کی قیمتیں زیادہ ہوا کرتی تھیں اسی طرح حُسن و جمال کے اعتبار سے بھی قیمتوں کی گرانی تھی۔

غلام سازی اور غلام فروشی پر روزانہ ترقی ہوتی رہی اور سلطنت روما اس کو اپنی شان سمجھتی رہی ؞ خدا ہی کو معلوم ہے کہ اس اثنا میں کتنی آزادیاں قتل کی گئی ہونگی اور کتنی حریتوں کے گلے کاٹے گئے ہونگے شان و شوکت کے درندوں نے کتنے بیگناہوں کا خون چوسا ہوگا؟

غلاموں کی قسمیں یونان کی طرح روما میں بھی غلاموں کی دو قسمیں تھیں :-

(۱) وہ غلام جن کے ذریعہ سے مالی نفع حاصل ہوتا تھا۔ اُن کی حالت دوسروں سے بہتر ہوتی تھی۔ ان کے متعلق عمارتوں کا تحفظ اور اُن کی تعمیر ہوتی تھی کہانت، عہدۂ قضاء، جلّادی، جیل کی نگرانی ان کے سپرد تھی ؞

(۲) وہ غلام جن کے سپرد ان کے آقاؤں کی خاص خدمتیں ہوتی تھیں ؞

غلاموں کی قدر و منزلت ان غلاموں کی قدر و منزلت کا یہ حال تھا کہ نہ تو اُن کی کوئی شخصیت تھی اور نہ ملکیت، بھیڑوں اور بکریوں کی طرح بچے اپنی ماں کے ساتھ شمار کیئے جاتے تھے۔ پیدا ہوتے ہی غلامی کے طوق ان کے لاڈ اور پیار کا زیور بنجاتا تھا ؞

آقا اپنے غلام پر ہر وقت ہر قسم کا اختیار رکھتا تھا۔ اپنی دلچسپی کے مطابق آقا اپنے غلام کو معمولی فروگذاشتوں پر سخت سے سخت سزائیں دیتا تھا۔ یہ غلام اکثر عقوبتوں کی تاب نہ لا کر جان دیدیتے تھے۔ ہاتھ پاؤں باندھ کر درختوں میں اُلٹے لٹکا دیئے جاتے تھے۔ درندے جانوروں کے سامنے چھوڑ دیئے جاتے تھے ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی تاریخوں پر اگر تعصب کا الزام ہے تو انگریزی اور عبرانی کتابوں میں ان ہوشربا اور عقل سوز افسانوں کو دیکھئے جو غیر مسلم مصنفین کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں۔ ان کی اس حالت میں رحم بھی آیا تو اس شکل میں کہ جب قانون بڑو بنا غلاموں کا درندوں کے سامنے چھوڑنا بغیر حکم قانون ناجائز قرار پایا۔

کیئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپنے ہم پر ✦ خدا ناخواستہ گر خشگیں ہوتے تو کیا ہوتا

اس کے بعد انطونامی اور کلودیوس نے رحم و لطف کا یہ قانون جاری کیا کہ "اگر کوئی آقا اپنے غلام کو قتل کردے تو وہ قاتل سمجھا جائے ✦

قرون وسطےٰ اور غلامی | یہ عجیب بات ہے کہ زمانہ جسقدر تہذیب اور شائستگی کی طرف قدم اُٹھاتا گیا صنعت غلام سازی میں ترقی ہوتی گئی۔ قرون وسطیٰ میں اس صنعت ملعونہ کا جو رنگ تھا وہ رسے اس طرح نمایاں ہے اقوام رومانی عقلی پستی سے مرکب قوم بتریر کے نزدیک غلاموں کی حیثیت قربانی کے جانوروں سے زیادہ نہ تھی ان کا قتل و ذبح کھیل تھا ✦

اس قوم کی مختلف اور متعدد قسمیں تھیں :-

(۱) غالی۔ وہ تھے جن کی زراعت کا کام غلاموں کے سپرد تھا۔ شیشرون کے زمانے میں زراعت ادنیٰ کام تھا اور آزاد، کے لیئے اس کی انجام دہی موجب ننگ و عار تھی ✦

(۲) جرمانی۔ ان کے لئے غلام ہر قسم کا سامان زینت و پوشاک مہیا کرتے تھے۔ آقاؤں کو قماربازی کی وجہ سے ان امور کی فرصت نہ تھی ✦

(۳) فرینچ یا فرنگ۔ ان کے نزدیک غلاموں کے ساتھ سخت برتاؤ مناسب تھا۔ کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے شادی کر لیتی تھی تو وہ بھی لونڈی سمجھی جاتی تھی۔ یہی صورت برعکس بھی تھی ✦

(۴) وزیقوط۔ اس کے نزدیک غلاموں کی یہ منزلت تھی کہ اگر کوئی آزاد عورت غلام کے ساتھ شادی کر لیتی تھی تو وہ زندہ جلادی جاتی تھی۔ یا دونوں کو عمر قید کی سزا ملتی تھی اور کوڑے لگانا اس پر مستزاد تھا ✦

(۵) استراقوط اور بہرد کے نزدیک ایسی عورت فوراً قتل کر دی جاتی تھی ✦

(۶) انگلوسیکسن کے نزدیک غلام مال اور اسباب کی حیثیت رکھتا ان کا بیچنا اور منتقل کرنا درست تھا ✦ جو غلام کھیتی کے ذمہ دار ہوتے تھے وہ اس زد سے البتہ محفوظ تھے ✦

قرون جدیدہ اور غلامی | قرن موجودہ میں زنگیوں اور حبشیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ اہل روم کے مشابہ ہے جو ملک دریافت کیا جاتا ہے اس کے باشندے اس قسم کے برتاؤ کے مستحق سمجھے جاتے ہیں:

سیاہ قانون اور فرانس | یہ سیاہ قانون ۱۷ مارچ ۱۶۸۵ء میں فرانس نے پاس کیا تھا جب اس پہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدائے احتجاج سختی سے بلند کی گئی تو اس میں کچھ ترمیم اس طرح ہو گئی کہ دفعات رحم و خیر کی جگہ دفعات شر نے لے لی ٭ اس کے رو سے غلام نہ تو روح رکھتے اور نہ ارادہ، اس کی بعض دفعات یہ ہیں:۔

(۱) کوئی زنگی اگر معمولی طور پر بھی اپنے آقا کو ناخوش کریگا یا معمولی چیز بھی چرائے گا تو اس کی سزا قتل ہو گی ٭

(۲) غلاموں کو سزا پہلی بار اور دوسری بار گرم لوہے سے داغنا اور کان کاٹ لینا ہے۔ تیسری بار قتل ہے ٭

(۳) مالک یا رئیس اگر کسی غلام کو قتل کر دے تو حاکم مجوزہ رئیس بری کر دے گا ٭

(۴) سفید رنگ والوں کے علاوہ علوم و معارف کا دروازہ غلاموں پر بند کیا جائے ؎

وہ گنہگار ہمیں ہیں کہ جنہیں کہتے ہیں ٭ عاشقِ زارِ چمن مرغِ گرفتارِ چمن

امریکہ اور غلامی وہ امریکہ جس نے عام آزادی کا علم بلند کیا تھا۔ جس نے دنیا پر ثابت کیا تھا کہ اس کے پہلو میں جو دل ہے وہ مساوات کے جذبات سے لبریز ہے۔ اس کے کرتوت غلاموں کی سرزمین میں آکر بدل جاتے ہیں۔ رحم ستم سے، لطف غضب سے، انصاف بے انصافی سے چھپ جاتا ہے عقلِ مو شگاف کی آنکھوں میں غلاموں پر جور و تعدی کی شہتیر سماتی نہیں اور یہ قوانین نافذ کرتی ہے:۔

(۱) آقا کو اپنے غلام پر ہر قسم کا حق حاصل ہے۔ بیع کر سکتا ہے۔ رہن رکھ سکتا ہے، جوئے میں ہار سکتا ہے ٭

(۲) غلام کو کہیں آنے کا اختیار نہیں ٭

(۳) سات سے زیادہ غلام اگر کہیں جمع ہو جائیں تو وہ باغی ہیں ٭

(۴) غلام، غلام ہی کی شہادت دے سکتا ہے وہ قسم نہیں کھا سکتا ٭

(۵) کسی سفید رنگ کا مقابلہ کرنا ارتکاب قتل ہے ٭

(۶) کوئی غلام غلامی کے خلاف نہ تو کچھ لکھ سکتا اور نہ صدا بلند کر سکتا۔ اکثر معمولی خطاؤں پر زندہ جلا دیئے گئے ہیں ٭

سر سے باندھا ہے کفن عشق میں تیرے یعنی ٭ جمع ہم نے بھی کیا ہے سروساماں کیا کیا

جاپان اور غلامی جاپان نے جب کوریا پر اپنا تسلط جمایا ہے تو اس نے خوشی میں اہل کوریا کو یہ تبرکات تقسیم کئے:۔

(۱) تمام اہل کوریا اپنی چوٹیاں کٹا ڈالیں (۲) ملک میں جاپانی زبان رائج کی جائے۔ (۳) محبانِ وطن کو پھانسی دی گئی۔ (۴) اہل کوریا کے ہیٹوں کی لمبائی معین کر دی گئی۔ (۵) پوشاک پر بھی بندشیں عائد کی گئیں۔ (۶) شاہ کوریا کی بیگم قتل کی گئی۔ پھر اس کی لاش جلا کر خاک کا ڈھیر کر دی گئی اور شاہ کوریا سے بجبر لکھوایا گیا کہ "بیگم آوارہ تھی"۔ (۷) ۲۷ لاکھ باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ ان میں بے گناہ عورتیں بھی شامل تھیں ؎

نے فلک پر راہ مجھ کو نے زمیں پر رہ مجھے ٭ ایسے کس محروم کا میں شور بے تاثیر ہوں

(علامہ کیفی چریا کوٹی۔ مدینہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویوز

مقدمہ بہاولپور

احباب کرام کو معلوم ہے کہ بہاولپور میں تنسیخ نکاح کا ایک مقدمہ درپیش ہے۔ جس میں ایک احمدی کی بیوی کا نکاح اس لئے منسوخ قرار دینے کی کوشش ہے کہ اس کا خاوند بوجہ احمدی ہونیکے کافر و مرتد ہے۔ مدعیہ کے مکفرین گواہان دیوبند کے فضلاء تھے جو بڑی شان سے وجوہات تکفیر بیان کرنیکے لئے عدالت ڈسٹرکٹ جج بہادر۔ بہاولپور میں آئے۔ ان پر جو باطل سوز جرح محب مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ نے فرمائی۔ وہ الفضل میں اپنے بیگانے سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے اب مولانا موصوف نے جو بیان خود اس عدالت میں بحیثیت گواہ مدعا علیہ دیا ہے وہ چھپ کر ہمارے سامنے ہے یہ بیان کیا ہے دلائل و براہین کا ایک زور شور سے بہتا ہوا دریا ہے جو سب خس و خاشاک اعتراضات کو بہا کر لے گیا ہے۔ جو وجوہات تکفیر مخالفین نے بیان کی تھیں وہ سب کی سب عقلیہ و نقلیہ دلائل آیات قرآنی و احادیث رسول یزدانی سے رد کر دی گئی ہیں۔ ائمہ عظام و صوفیاء کرام کے اقوال و تصانیف کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے جس سے مولانا کی وسعت مطالعہ و تبحر علمی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس مقدمہ کو الگ کر کے بھی دیکھا جائے تو یہ کتاب ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ اور بالکل نئے اور نادر معلومات کا خزینہ و دلائل و براہین کا گنجینہ ہے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ حضرت شمسؔ نے باوجود دیگر مشاغل ضروریہ کے صرف ایک ہفتہ کے اندر اسے مرتب کیا ہے اور وہ بھی صرف رات کے وقت فرصت پا کر۔ ملک فضل حسین صاحب مینجر بکڈپو تالیف و اشاعت کی ہمت پر آفرین کہ ساتھ ساتھ لکھا کر صرف ایک دن رات میں اسے چھپوا کر شائع بھی کر دیا۔ کاغذ اچھا لکھائی بہترین کاتب کی چھپوائی دلکش۔ سائز $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ حجم ۱۶۶ صفحے قیمت ۶ر

پلینس آف دی ہندو راج

ملک فضل حسین صاحب احمدی نے ہندو راج کے منصوبے کے نام سے جو کتاب شائع کی تھی وہ اسقدر مقبول عام ہوئی کہ اسکی نسبت کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب یہ اس کی بروقت اشاعت و ضرورت۔ و عمدگی کا مزید ثبوت ہے کہ جناب ترمذی نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے جو نہایت ہی اعلیٰ ترجمہ ہے۔ پھر اس کی طباعت اور جلد بالکل انگریزی سٹائل کی ہے اور باینہمہ قیمت بالکل کم رکھی گئی ہے یعنی ۱۲ر فی جلد حجم ۲۰۰ صفحے جو کتاب کی ظاہری باطنی خوبیوں کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں۔ بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان سے منگوا کر نہ صرف خود فائدہ اٹھائیے بلکہ مناسب جگہوں پر اس کی اشاعت کیجیئے کہ ہندو مقاصد و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اغراض کا طلسم اسی سے توڑا جا سکتا ہے۔ جو حوالہ دیا ہے مستند اور انہی ہندوؤں کی کتب یا اخبارات سے ۔

حمائل شریف مع ترجمہ اُردو

احباب کرام کو معلوم ہے کہ منشی فخر الدین صاحب ملتانی ۔ تک کتاب گھر قرآن شریف کی خدمت کسی نہ کسی صورت میں بجالاتے رہتے ہیں۔ وہ قرآن مجید بلا ترجمہ بھی شائع کر چکے ہیں اور مترجم بھی اسی طرح حمائل مترجم بھی اور بے ترجمہ بھی۔ اب انہوں نے جہد بلیغ کر کے ۱۲ سطری حمائل $\frac{۲۰\times۳۰}{۱۶}$ سائز پر شائع کی ہے جس کی طرز تحریر ایسی ہے کہ ہر حرف ہر نقطہ اور ہر حرکت الگ الگ نظر آتی ہے بہت خوشخط اور نیچے علامہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم کا اُردو ترجمہ حجم ۹۰۰ صفحے تک گیا ہے مگر پھر بھی زیادہ وزنی نہیں۔ وضع قطع موزون معلوم ہوتی ہے حاشیے پر آیات کے نمبر اور دوسری مترادف آیات کے حوالے بھی ساتھ ہی دیدیئے ہیں۔ قیمت تین روپے جو واجبی ہے ۔

درس القرآن حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل علامہ نور الدین رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جو درس القرآن فرمائے تھے یا اسکے نوٹ ہی لکھنے کا شرف خاکسار کو حاصل ہوا جو ساتھ ساتھ اخبار بدر میں چھپتا جاتا۔ جب حضور گھوڑے سے گر کر بیمار ہو گئے تو پھر کچھ درس مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے دیا۔ اسکے بعد پھر کچھ درس حضرت مولانا موصوف کا تھا اور کچھ آپ کی ایک عربی تفسیر اور گذشتہ نوٹوں سے مرتب کیا گیا۔ اس تمام مجموعے کو اسی حمائل مترجمہ کی تقطیع پر منشی فخر الدین صاحب ملتانی کتاب گھر نے شائع کیا ہے۔ جو ۶۰۰ صفحے پر آیا ہے۔ طباعت کتابت کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت تین روپے۔ یہ بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے جسے ہاتھوں ہاتھ خرید کر پبلشر کی ہمّت افزائی چاہیئے مجھے معلوم ہے کہ منشی فخر الدین صاحب کی مالی حالت بہت کمزور ہے اور ہرگز امید نہیں کیجا سکتی تھی کہ وہ حمائل مترجم اور درس القرآن اتنے بڑے حجم کا شائع کر سکینگے مگر وہ شائع کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب یہ دوستوں کا کام ہے کہ وہ اسے خرید کر ان کا بوجھ ہلکا کریں اور اس ثواب جزیل سے حصّۂ وافر اُٹھائیں جو اس دور فتن میں کلام اللہ کی اشاعت کرنے والوں کے لئے مقدّر و مقرّر ہے۔ اللّٰھمّ آمین ۔

جلد ۳۰ کا اختتام

الحمد للہ جلد ۳۰ اس رسالہ کے ساتھ ختم ہوئی فہرست مضامین انشاء اللہ تعالیٰ جنوری ۱۹۳۳ء کے رسالے کے ساتھ بھیجی جائیگی۔ خریداران ریویو اس کا انتظار فرمائیں اسکے بعد یہ جلد مجلد کرالیں ۔

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رباعیات

ہمارے کرم فرما جناب حسن رہتاسی نے نہایت موزون طبیعت پائی ہے۔ آپ گاہے بگاہے فی البدیہ اشعار کہکر بزم احباب میں ایک رونق پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کی چند فی البدیہ رباعیات ملی ہیں جو درج ذیل ہیں ناظرین بھی حظ اُٹھائیں :-

ہم نے مانا کہ کوئی آب بقا تک پہنچا
کوئی زیپلن میں اُڑا۔ اُڑ کے سما تک پہنچا
یُوں تو پہنچے ہیں بہت دُور پہنچنے والے
پہنچا اس شخص کو کہئے جو خدا تک پہنچا

(۲)

پہنچا کوئی یاں تک کوئی واں تک پہنچا
اتفاقاً کئی پہنچے میں اچانک پہنچا
یہ وہ ڈیرہ ہے حسنؔ جس میں مہاراج گورو
چولا اسلام کا پہنے ہوئے نانک پہنچا

ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور

(۳)

مکن ہرگز مکن گرچہ زمین و آسماں گوید
امیرِ کامراں گوید وگر شاہ جہاں گوید
حسنؔ نے خود نہاں گوید کہ حافظ ہم عیاں گوید
بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید

(۴)

بہادر ہو نہیں سکتا۔ ہو جس کا دل دلیر آدھا
وہ ضیغم کس طرح ہے جو شغال آدھا ہو شیر آدھا
عقیدے اور عمل میں جس موحد کے دو رنگی ہو
حسنؔ ایسا موحد آدھا تیتر ہے بٹیر آدھا

غیر مبایعین کو مخاطب کرتے ہوئے آخری شعر یوں ہے :-

نبوت مان کر احمدؐ کی جو انکار کر جائے ٭ حسنؔ وہ احمدی بھی آدھا تیتر ہے بٹیر آدھا

بعض لیڈروں کو خطاب کرتے ہوئے شعر یوں ہے :-

وہ لیڈر ہو دو رنگی جس کے قول و فعل کے اندر ٭ حسنؔ وہ کیسا لیڈر آدھا تیتر ہے بٹیر آدھا

حضرت خلیفۃ المسیحؑ ثانی کی شان میں عرض کیا ہے :-

چاہِ کنعان میں بھائیوں نے اُتارا یوسفؑ
وہ جو یعقوبؑ کی تھا آنکھ کا تارا یوسفؑ
ہم نے اِک اور بھی پایا ہے مگر فرق یہ ہے
وہ نبی تھا۔ یہ نبی زادہ ہمارا یوسفؑ

اشتہار دیجئے ریویو آف ریلیجنز اُردو کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں اس لئے اس میں اشتہار دینا کاروباری لوگوں کے لئے نہایت مفید ہے ٭ (مینیجر ریویو اُردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

ڈابر

ڈاکٹر - ایس - کے - برمن لمیٹڈ

کلکتہ

منصفہ
اسٹار
ٹریڈ مارک
رجسٹرڈ
سنہ ۱۸۸۴ء

پچاس برس سے مشہور معروف دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

نئے سال کا نیا تحفہ

ڈابر جنتری سنہ ۱۹۳۳ء

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی عمدہ، سفید چکنے کاغذ پر نستعلیق لکھی ہوئی خوبصورت جنتری شائع ہوئی ہے۔
اس میں بہت سی مفید اور کارآمد باتیں درج ہیں۔ معزز قدردان مُفت طلب فرمائیں ؛

کولاریا REGD. (کولاٹانک)

یہ دل ودماغ اور جگر کو طاقت پہنچانے میں بے مثل ہے۔ اِس کے استعمال سے دل کی دھڑکن۔ کلیجہ کی کمزوری۔ تھوڑی محنت سے سانس کا پھولنا دُور ہو جاتا ہے۔ اور سخت محنت کرنے پر بھی تکان نہیں ہوتی ہے۔ اِس سے شراب وافیون وغیرہ کی بدعلتیں ترک ہو جاتی ہیں۔ گلے کی آواز سُریلی ہوتی ہے۔ لیکچرار۔ معلم۔ متعلم اور گانے والوں کو ہر وقت اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ دو آنہ عہ۲ر محصول سات آنہ ۷ر قیمت نمونہ ساڑھے چار آنہ جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے ؛

نوٹ :- ہماری دوائیں ہر جگہ دوا فروشوں اور دوکانداروں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ محصول بہت بڑھ گیا ہے اس لئے اِس سے بچنے کے لئے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیں ؛

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ :- قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا